صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز جمعة المبارک مورخہ 21 جون 2013ء بمطابق 11 شعبان 1434 ہجری بعد از دوپہر چار بجکر پچیس منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، امتیاز شاہد مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اسکا ترجمہ

اَعُوذُ بِٱللَّهِ مِنَ ٱلشَّيۡطَـٰنِ ٱلرَّجِيمِ۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔

ءَأَنتُمۡ أَشَدُّ خَلۡقًا أَمِ ٱلسَّمَآءُ ۚ بَنَىٰهَاO رَفَعَ سَمۡكَهَا فَسَوَّىٰهَاO وَأَغۡطَشَ لَيۡلَهَا وَأَخۡرَجَ ضُحَىٰهَاO وَٱلۡأَرۡضَ بَعۡدَ ذَٰلِكَ دَحَىٰهَآO أَخۡرَجَ مِنۡهَا مَآءَهَا وَمَرۡعَىٰهَاO وَٱلۡجِبَالَ أَرۡسَىٰهَاO مَتَـٰعًا لَّكُمۡ وَلِأَنۡعَـٰمِكُمۡO فَإِذَا جَآءَتِ ٱلطَّآمَّةُ ٱلۡكُبۡرَىٰO يَوۡمَ يَتَذَكَّرُ ٱلۡإِنسَـٰنُ مَا سَعَىٰO وَبُرِّزَتِ ٱلۡجَحِيمُ لِمَن يَرَىٰO فَأَمَّا مَن طَغَىٰO وَءَاثَرَ ٱلۡحَيَوٰةَ ٱلدُّنۡيَاO فَإِنَّ ٱلۡجَحِيمَ هِيَ ٱلۡمَأۡوَىٰO وَأَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِۦ وَنَهَى ٱلنَّفۡسَ عَنِ ٱلۡهَوَىٰO فَإِنَّ ٱلۡجَنَّةَ هِيَ ٱلۡمَأۡوَىٰ۔

(ترجمہ): کیا تمہارا بنانا بڑی بات ہے یا آسمان کا جس کو ہم نے بنایا ہے۔ اسکی چھت بلند کی پھر اس کو سنوارا۔ اور اس کی رات اندھیری کی اور اس کے دن کو ظاہر کیا۔ اور اس کے بعد زمین کو بچھا دیا۔ اس سے اس کا پانی اور اس کا چارا نکالا۔ اور پہاڑوں کو خوب جما دیا۔ تمہارے لئے اور تمہارے چار پایوں کیلئے سامان حیات ہے۔ پس جب وہ بڑا حادثہ آئے گا۔ جس دن انسان اپنے کئے کو یاد کرے گا۔ اور ہر دیکھنے والے کیلئے دوزخ سامنے لائی جائے گی۔ سو جس نے سرکشی کی۔ اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی۔ سو بے شک اس کا ٹھکانا دوزخ ہی ہے۔ اور لیکن جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا اور اس نے اپنے نفس کو بری خواہش سے روکا۔ سو بے شک اس کا ٹھکانا بہشت ہی ہے۔ وآخِرُ الدعوانا أنِ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَـٰلَمِينَ۔

اراکین کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز اراکین کی طرف سے رخصت کی درخواستیں۔ ان معزز اراکین اسمبلی نے رخصت کیلئے درخواستیں ارسال کی ہیں: جناب ابرار حسین صاحب، وزیر ماحولیات 6-20و6-21۔۔۔۔۔

الحاج ابرار حسین (وزیر ماحولیات): جناب سپیکر! میں موجود ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا۔ جناب فخر عالم وزیر صاحب، ایم پی اے۔

جناب فخر اعظم وزیر: جناب! میں موجود ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کل کیلئے جو درخواستیں آئی ہیں، وہ لیٹ آئی ہیں۔ جناب محمد علی خان ترکئی صاحب، ایم پی اے 06-20تا06-22؛ جناب قلندر لودھی صاحب 06-21، آج کیلئے؛ محترمہ نادیہ شیر خان صاحبہ، ایم پی اے06-21۔ Is it the desire of the House that the leave may be granted?

(The motion was carried)

Mr. Deputy Speaker: The leave is granted.

معزز اراکین اسمبلی! آپ سب سے اس بات پر مشورہ لینا مناسب سمجھتا ہوں کہ شیڈول کے مطابق ہفتہ اور اتوار کے دن بھی اجلاس چار بجے بعد از دوپہر منعقد ہوگا لیکن اس سلسلے میں میری ذاتی رائے ہے کہ ان دو آیام میں سرکاری چھٹی کی وجہ سے سڑکوں پر صبح کے وقت رش کم ہوگا اور اجلاس دس بجے بھی منعقد کیا جاسکتا ہے۔ اگر آپ سب معزز اراکین میری اس تجویز سے اتفاق کرتے ہیں تو اجلاس ہفتہ اور اتوار کے دن صبح دس بجے طلب کرینگے اور اگر آپ اس بات سے اتفاق نہیں کرتے تو شیڈول کے مطابق ان آیام میں بھی اجلاس چار بجے بعد از دوپہر ہوگا۔

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور (وزیر قانون): سر! اس میں گزارش۔۔۔۔۔

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر! یہ چھٹی کا دن ہے اور سرکاری ملازمین کی چھٹی ہوتی ہے۔

جناب شاہ حسین خان: محترم سپیکر صاحب! دا خو د سرکاری ملازمینو د چھٹئ ورځ ده۔

جناب ڈپٹی سپیکر: 52 لوگوں کی جانب سے درخواستیں موصول ہوئی ہیں جو کہ بجٹ کے اجلاس میں حصہ لینا چاہتے ہیں، بحث پر۔

وزیر قانون: سر! اس میں اگر اجازت ہو؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی جی، اسرار گنڈاپور صاحب۔

وزیر قانون: تھینک یو، سر۔ سر، اس میں گزارش یہ ہے کہ جو شیڈول ہے، وہ تو آپ کے سامنے ہے۔ اس کے بعد اس کے Mandatory چار دن ہیں، اگر اس کے دوران کوئی بات نہیں ہو جاتی تو یقیناً پھر ہمیں Switch over کرنا ہو گا ڈیمانڈز فار گرانٹ کی جانب، تو اگر ہاؤس کی یہ خواہش ہے کہ آج ہی یہ اپنی تقریریں 'وائنڈ اپ' کر لیں تو میرے خیال میں اس میں کوئی حرج نہیں ہے، پھر دو دن جو ہے چھٹی کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ Fifty two لوگ جو ہیں، کس طرح آج یہ ڈیبیٹ مکمل ہو گی جی؟

جناب شاہ حسین خان: سپیکر صاحب! داسې ده جی چې دا دوه ورځې چهټی د سرکاری ملازمینو قانونی حق دے، دا قانونی حق د دوئ ضائع کول نه دی پکار۔ نه سحر ټائم ته اجلاس پکار دے په دغه ورځ باندې او نه د ماښام په ټائم پکار دے۔ نن د تقریرونو ورځ ده او سبائی ورځ ده، تاسو دې ممبرانو صاحبانو له لږ ټائمونه کم ورکړئ چې دوئ نن دا تقریرونه خلاص کړی، بیا درې ورځې د کټ موشنز دی خو د دې سرکاری ملازمینو عاجزانانو دا چهټیانې مه خرابوئ جی۔ ډیره مهربانی۔

محترمہ نگہت اورکزئی: سپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی سپیکر: نگہت اورکزئی صاحبہ۔

محترمہ نگہت اورکزئی: سر، ریکویسٹ یہ ہے کہ یہ دو دن جو ہیں تو یہ ان لوگوں کا چونکہ ایک حق ہے، ان کا بنیادی حق ہے کہ ان کو دو دن چھٹی دی جائے تو جناب سپیکر صاحب، ہم لوگوں کی اپنی جو تقاریر ہیں، ہم لوگ اتنی زیادہ ڈیٹیل میں نہیں جائینگے کیونکہ ہمارے اپوزیشن لیڈر نے، ہمارے پارلیمانی لیڈر نے وہ تمام چیدہ چیدہ باتیں جو ہیں، وہ بتا دی ہیں لیکن ہم To the point دو چار موضوعات پر بات کر کے اپنی تقاریر کو مختصر کر دینگے تو اس سے یہ ہو گا کہ یہ آج کا دن بھی ختم ہو جائیگا اور دو دن جو ہیں، ان بیچاروں کا جو بنیادی حق ہے، اس سے ان کو محروم نہ رکھا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس کو Conditional کر دیتے ہیں، اگر سپیچز ختم ہو جائیں تو ٹھیک ہے۔ میں مولانا لطف الرحمان صاحب سے گزارش کرتا ہوں، مولانا لطف الرحمان صاحب۔

(تالیاں)

سالانہ بجٹ برائے مالی سال 14-2013 پر عام بحث

مولانا لطف الرحمان: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ جناب سپیکر، بہت بہت شکریہ آپ کا کہ آپ نے ہمیں ٹائم دیا۔ جناب سپیکر، 14-2013 کا تجویز کردہ بجٹ ہاؤس میں پیش ہو چکا ہے۔ (مداخلت) وہ مجھے پتہ ہے، تھوڑا سا موقع دیدیں۔ (قہقہے) جناب سپیکر! جس ماحول میں بجٹ پیش ہوا یا ہم نے حلف اٹھایا، یہاں پر قائد ایوان بنا، سپیکر صاحب! آپ کا اور ڈپٹی سپیکر کا الیکشن ہوا۔ اس دورانیے میں مسلسل اگر آپ دیکھیں تو بم دھماکے ہو رہے ہیں، لوگ شہید ہو رہے ہیں اور ہم بھی مسلسل اس امن کے حوالے سے بات کرتے رہے ہیں۔ اس دورانیے میں جب بھی اجلاس ہوا اور پرسوں بھی بہت بڑا دھماکہ ہوا مردان میں، جو ایک جنازے میں ہوا، جس میں ہمارے ایک ایم پی اے شہید ہوئے۔ اس سے پہلے ہنگو میں حادثہ ہوا جس میں ہمارے ایم پی اے قتل ہوئے۔ ہم ان سب چیزوں کی مذمت کرتے ہیں اور شدید مذمت کرتے ہیں لیکن ہم کب تک، ہم صرف مذمت پر گزارہ چلائینگے؟ ہمیں کب سوچنا ہوگا کہ ہم نے ان حالات سے نکلنا ہے؟ اور ہمیں یہ سوچنا اور یہ فیصلہ کرنا بھی ضروری ہے کہ آخر یہ کون لوگ کر رہے ہیں؟ ہمیں اس کی نشاندہی کرنا ضروری ہے۔ کیا ہم دہشت گردی کی اس جنگ میں صف اول کا جو کردار ادا کر رہے ہیں، ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ جب سے ہم اس میں ہیں، ہم نے اس کا کیا فائدہ اٹھایا اور کیا نقصان اٹھایا اور ہمارے کتنے معصوم لوگ مارے گئے؟ آج آپ کے ہی اس صوبے میں، بلوچستان میں، سندھ میں آپ دیکھیں کہ آئے روز قتل و غارت گری ہو رہی ہے اور ہم نے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں، وہ پشتو میں ایک مثال ہے کہ کبوتر جب بلی کو دیکھتا ہے تو آنکھیں بند کر لیتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ بلی جو ہے، وہ مجھے نہیں دیکھ رہی، تو یہ غلط ہوگا۔ آج ان پر یہ قیامت گزری ہے اور کل ہم میں سے کسی پر ہو سکتی ہے۔ ہمارے عام لوگ، ہمارے سکولوں میں دھماکے ہو رہے ہیں، ہمارے مدارس میں دھماکے ہو رہے ہیں، ہماری مساجد میں

دھماکے ہورہے ہیں اور سکول کی بسوں پر، ان میں دھماکے ہورہے ہیں، آخر ہم کس کو ذمہ دار ٹھہرائیں، کون لوگ یہ کرارہے ہیں، کیا حکومت اس کی ذمہ دار نہیں ہے، ہماری حکومت پر یہ ذمہ داری نہیں آتی کہ ہم نے اس کاتدارک کرنا ہے؟ ہم نے پچھلے اجلاس میں بھی یہ ذکر کیا کہ اگر مذاکرات کے ذریعے ہم نے مسائل حل کرنے ہیں تو مذاکرات کیلئے ہمارے لئے ماحول پیدا نہیں کیا جارہاہے اور اگر ہم بڑی مشکل سے مہینوں پر محیط کوششوں سے اگر ماحول بناتے ہیں تو اس ماحول کو سبوتاژ کیا جاتا ہے، تو آخر ہم نے مسائل کا حل کہاں سے ڈھونڈنا ہے؟ اور کل سے آپ بھی دیکھ رہے ہونگے میڈیا پر کہ دوحہ میں دفتر کھولا گیا اور افغان طالبان کیساتھ مذاکرات کیلئے سنٹر بنادیا گیا ہے جس میں مذاکرات ہونگے۔ امریکہ اور طالبان کے درمیان مذاکرات شروع ہوگئے تو مجھے سمجھ نہیں آتی، ہم مذاکرات کو سپورٹ کرتے ہیں، مذاکرات ہونے چاہئیں، مسائل مذاکرات ہی کے ذریعے حل ہو سکتے ہیں لیکن یہ عجیب بات ہے کہ افغانستان کے طالبان کیساتھ امریکہ کو تو مذاکرات کرنے کا حق حاصل ہے اور مذاکرات کر رہے ہیں لیکن پاکستان میں پاکستانی حکومت کو، پاکستانی سیاستدانوں کو، پاکستان کے لوگوں کو طالبان کیساتھ پاکستان میں مذاکرات کرنے کا حق نہیں، کیا ان کیساتھ مذاکرات کرکے مسائل کو ہم نے حل نہیں کرنا؟ ہم نے یہی دیکھنا ہے کہ ہم لاشیں دیکھتے رہیں گے اور انتظار کریں گے کہ کل کہاں پر بم دھماکہ ہوگا؟ ہماری سیکورٹی فورسز پر حملے ہورہے ہیں، پچھلی رات ہوا ہے، چھ افراد کو قتل کیا گیا اور بم دھماکے اپنی جگہ پر اور جو آج ہوا ہے جس میں آج جتنی اموات ہوئی ہیں، وہ آپ کے سامنے ہیں اور وہ بھی کسی مدرسے میں ہوا ہے۔ تو ہمیں اس کا کوئی حل ڈھونڈنا ہوگا، ہمیں سوچنا ہوگا، یہ مسئلہ صرف حکومت کا نہیں، ہمارا بھی ہے، ہم سب کا مسئلہ ہے لیکن کوئی سوچے تو سہی، کوئی ذمہ داری تو لے لے لیکن یہاں تو کوئی ذمہ دار ہمیں نظر ہی نہیں آرہا۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ حکومت کی طرف سے اس پر کیا ہورہا ہے اور اس کا کیا تدارک کیا جارہا ہے؟ تو جناب سپیکر، ہم ایسے موقع پر بجٹ پیش کر رہے ہیں، تو اگر امن نہیں ہوگا تو ہم تعلیم کیسے حاصل کرینگے؟ ہم تعلیم کیلئے بجٹ پیش کر رہے ہیں، ہم صحت کیلئے بجٹ پیش کر رہے ہیں اور ہوتا یہ ہے کہ جہاں پر بم دھماکہ ہوتا ہے، جب وہاں سے زخمیوں کو اٹھا کر ہاسپٹل لے جایا جاتا ہے تو ہاسپٹل میں دھماکہ ہوتا ہے اور وہاں پر مزید اموات ہوتی ہیں۔ تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم بجٹ تو پیش کر رہے ہیں، ہم بجٹ میں خوشنما باتیں تو رکھ رہے ہیں اور ہم ایک نئے پاکستان کا خواب تو دکھا

رہے ہیں لیکن عملاً وہ کیسے ہوگا، اس کا ذکر کسی نے نہیں کیا؟ اور جناب سپیکر، بجٹ آمدن اور اخراجات کی ایک تفصیل ہوتی ہے اور جناب سپیکر، یہ بجٹ دس ارب روپے کے خسارے کا بجٹ پیش کیا گیا ہے، کم و بیش، اور میں سمجھتا ہوں کہ متوازن بجٹ اس کو نہیں کہا جاسکتا اور نہ ہی ایوان کے سامنے یہ بات بجٹ تقریر میں رکھی گئی کہ یہ بجٹ غیر متوازن بجٹ ہے، دس ارب روپے کے خسارے کا بجٹ ہے، یہ ایوان کو نہیں بتایا گیا۔ جناب سپیکر، ہم تعلیم کے شعبے میں ایمرجنسی بنیادوں پر کام کرنا چاہتے ہیں جہاں پر 66 ارب روپے کی رقم تعلیم کیلئے مختص کی گئی ہے لیکن جناب سپیکر، یہاں یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ ڈسٹرکٹس کا تقریباً 58 ارب روپے کا سیلری بجٹ اسی میں شامل ہے اور اگر آپ اس سے اس سیلری بجٹ، ڈسٹرکٹس کا بجٹ آپ نکالیں تو میرے خیال میں تقریباً کوئی 6 ارب کے لگ بھگ آپ کے اس تعلیم کیلئے پیسے بچتے ہیں، تو آپ مجھے بتائیں جناب سپیکر کہ کیسے انقلاب آئے گا تعلیم کے شعبے میں اور تعلیم کے شعبے میں ہم کیا اس رقم سے جو مختص کی گئی ہے، اس پہ ہم کیا عمل کر سکتے ہیں کہ ہم تعلیمی نظام کو بہتر بنا سکیں، اس میں انقلابی پروگرام دے سکتے ہیں؟ اور ایمرجنسی بنیاد پر ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے تعلیم کے شعبے میں آگے ترقی کرنی ہے تو یہ کیسے ہوگا جناب سپیکر؟ اور میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ تقریر میں یکساں نظام تعلیم کی بات کی گئی ہے، یکساں نظام تعلیم میں سمجھتا ہوں کہ بظاہر تو بہت اچھی بات ہے، ہم یکساں نظام تعلیم کو سپورٹ کریں گے لیکن بات یہ ہے کہ یکساں نظام تعلیم کے خدوخال نہیں بتائے گئے کہ یکساں نظام تعلیم کیسے ہوگا؟ یکساں نظام تعلیم، کیا پرائیویٹ سکولوں کے نظام میں سرکاری سکولوں کے اس نصاب کو ہم نے وہاں پر رائج کرنا ہے یا ہم نے اپنے سرکاری سکولوں کے نصاب تعلیم میں پرائیویٹ سکولوں کا نصاب تعلیم وہاں پہ رائج کرنا ہے؟ اس کے خدوخال نہیں بتائے گئے۔ کیا ہم پرائمری لیول سے شروع کریں گے تو ہمارے پرائمری لیول کے حالات آپ کے سامنے ہیں کہ جہاں نہ تو چار دیواری ہوتی ہے، نہ اس کا چوکیدار ہوتا ہے، نہ اس میں ٹیچر ہوتا ہے تو ہم اس میں کیسے تبدیلی لا سکتے ہیں اور یکساں نظام تعلیم کیسے دیں؟ کیا یکساں نظام تعلیم طبقاتی حوالے سے ہوگا کہ جو طبقات ہمارے درمیان ہیں اور امیر گھرانوں کے لوگ پرائیویٹ سکولوں میں بڑی بڑی فیسیں دے کر جو تعلیم حاصل کرتے ہیں، کیا وہ ہم عام بچے کو اور عام آدمی کو وہ تعلیم دے سکتے ہیں؟ کیا ہم اس میں کوئی تبدیلی لا سکتے ہیں؟ کیا ہم نے اس پہ سوچا ہے کہ اگر ہم نے پرائیویٹ سکولوں کے نصاب تعلیم کو

سرکاری سکولوں میں رائج کرنا ہے تو اس کیلئے کوئی بنیاد موجود ہے؟ ہمارے پرائمری کا جو ٹیچر ہوگا، کیا وہ اس نصاب تعلیم کو پڑھا سکتا ہے؟ تو یکساں نظام تعلیم کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ اس کے خدوخال موجود نہیں، اس پہ عمل کیسے ہوگا؟ اس کی تفصیل ہمارے سامنے نہیں آئی جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، آج آپ اپنی یونیورسٹیوں کے حالات کو دیکھیں، وہاں پہ تنخواہ کے پیسے نہیں ہیں تو ہم نے کس طرح اس میں تقسیم کرنی ہے کہ اگر یونیورسٹیوں میں تنخواہ کے پیسے موجود نہ ہوں، درمیان میں ہمارا ایک مڈل کا شعبہ آتا ہے، اس کے بعد میٹرک کا، اس کے بعد کالجز کا، تو میں سمجھتا ہوں کہ جو رقم مختص کی گئی ہے، یہ صرف ایک خوش نما بات تو ہو سکتی ہے کہ لوگوں کے سامنے لائی جائے لیکن اس پر عمل کرنا ناممکن ہے کہ اس پہ عمل ہو اور ہمیں جو خواب دکھایا جا رہا ہے، وہ خواب شرمندہ تعبیر میں سمجھتا ہوں کہ نہیں ہو سکتا ہے۔ جناب سپیکر، ہیلتھ کے حوالے سے ہم نے اس کیلئے بجٹ مختص کیا، اس کیلئے رقم مختص کی گئی لیکن ہمارے ہاسپٹلز میں Equipments خستہ حال پڑے ہوئے ہیں، اس کو Operate کرنے والا کوئی نہیں۔ ہسپتالوں کے حالات اگر آپ دیکھیں، ڈسٹرکٹ ہاسپٹلز کے حالات اگر آپ دیکھیں تو ہمارے پاس ہاسپٹلز تو موجود ہیں لیکن اس میں علاج معالجہ نہیں، Equipments پہ کوئی کام نہیں ہو رہا، اس کا آپریشن اور ان Equipments کے چلانے کے طریقہ کار کیلئے کوئی لوگ موجود نہیں کہ اس کو وہ چلا سکیں اور وہ اسی طرح پڑے ہوئے ہیں، تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ نے ضمنی بجٹ پیش کیا ہے اور اس میں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے اڑھائی ارب روپے Surrender کئے ہیں تو آپ مجھے بتائیں کہ اس میں کیسے تبدیلی لائی جا سکتی ہے اور اس کو کیسے بہتر کیا جا سکتا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں بھی ہم ایک خوش نما بات تو کر سکتے ہیں لیکن عملاً وہ نتائج ہمارے سامنے نہیں آئیں گے جو ہم نے یہاں پہ ایوان کے سامنے پیش کئے ہیں۔ جناب سپیکر، اگر ہم روڈز پر آجاتے ہیں تو پہلے تو اس میں میں سمجھتا ہوں کہ جیسے روایتی بجٹ پہلے ہوتے تھے اب بھی ہے، پہلے تو Umbrella schemes رکھی گئی ہیں، اس میں روڈز کے اختیارات چیف منسٹر کے ہونگے، اس کے بعد اگر کسی ڈسٹرکٹ کیلئے روڈز رکھے گئے ہیں تو میرے خیال میں ایک دو اضلاع کے علاوہ کوئی ڈسٹرکٹ ہے ہی نہیں اس میں، کسی ڈسٹرکٹ کیلئے روڈ ہی نہیں ہے، اس میں کوئی نئی سکیم ہمارے کسی دوسرے ڈسٹرکٹ کیلئے نہیں، ہمارے سدرن ڈسٹرکٹس کیلئے نہیں ہے (تالیاں) اور

ہمارے یہاں پہ سارے ایم پی ایز موجود ہیں، اگر ہم نے صرف حکومت کی طاقت کا مظاہرہ کرنا ہے کہ اپنی مرضی سے ہم نے وہ رکھنے ہیں اور ہمارے جتنے بھی اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے لوگ ہیں، انہوں نے نہ اپنے حلقوں کو سدھارنا ہے، نہ اس میں کوئی روڈ بنانا ہے، نہ کوئی ان کو روڈ کی ضرورت ہے تو یہ کس طرح چلے گا جناب سپیکر؟ ہمیں یہ بتایا جائے کہ کیا Umbrella schemes میں اپوزیشن کے لوگوں کو بھی کوئی حصہ مل جائے گا؟ اس کے علاقے کی بھی ضرورت ہے، کیا اس کے علاقے کی ڈیویلپمنٹ بھی ہوگی یا صرف اپوزیشن اس کیلئے دیکھتی رہے گی اور حکومت صرف اپنی من مانی کرکے اور اس میں کوئی انصاف نہیں ہوگا؟ میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ کی بنیاد یہ ہوتی ہے کہ بجٹ منصفانہ ہو اور اگر بجٹ منصفانہ نہیں ہوگا تو پھر وہ بیلنس نہیں آئے گا، صوبے کی ترقی کا وہ بیلنس نہیں رہے گا اور ہم وہ جو کرنا چاہتے ہیں، انقلابی پروگرام لانا چاہتے ہیں تو وہ کچھ بھی نہیں ہوگا، جو تبدیلی ہم لانا چاہتے ہیں، اس تبدیلی کے حوالے سے کچھ نہیں ہوگا، تو ہمارے روڈز جو ہیں، وہ علاقے کی بنیادی ترقی ہوتے ہیں جس سے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ڈسٹرکٹس محروم ہیں اور تقریباً سارے ڈسٹرکٹس محروم ہیں سوائے تین چار ڈسٹرکٹس کے، جن کے نام آئے ہوئے ہیں اور بقایا Umbrella schemes وہ جس کو مرضی ہوگی تو وہ دیں گے۔ تو جناب سپیکر، ویسے بھی Lump sum رقم بھی رکھی گئی ہے، کیا ہمیں یہ بھی بتائیں گے کہ اس Lump sum رقم میں ہمارے اپوزیشن کے لوگوں سے بھی کوئی مشاورت ہوگی یا اس کی مشاورت کی بھی ضرورت نہیں؟ لیکن جناب سپیکر، ہم بھی موجود ہیں، ہمیں بھی علاقے کی ترقی کی ضرورت ہے، ہم بھی علاقے کو ترقی دینا چاہتے ہیں لیکن اس طرح نہیں چلے گا کہ وہاں پہ صرف اپنی من مانی ہو اور وہ علاقے محروم کردیئے جائیں کہ جن میں اپوزیشن کے لوگ موجود ہوں۔ جناب سپیکر، ہمارا بجلی کا مسئلہ ہے اور ہم اس میں چاہتے ہیں، وہاں بھی ایمرجنسی بنیادوں پر ہم چاہتے ہیں کہ ہم بجلی پیدا کرنے والے سال منصوبے بنائیں اور اس پہ ہم کام کریں لیکن آپ مسلسل پچھلے بجٹ اٹھائیں تو اس میں پیسے تو رکھے گئے ہیں لیکن اس کیلئے کام نہیں ہو رہا اور اس پہ کوئی کام نہیں ہو سکا اور ابھی بھی ہمیں یہی نظر آرہا ہے کہ اس میں کوئی کام نہیں ہونا ہے اور بجلی کا جو مسئلہ ہے، شدید مشکلات میں جو لوگ ہیں، ابھی پرسوں بھی رات کو میڈیا پہ جب عام Public places پہ پبلک سے پوچھا جا رہا تھا تو وہ دو باتیں کر رہے تھے، ہر آدمی یہ کہہ رہا تھا کہ ہم امن چاہتے ہیں اور ہمیں بجلی کا مسئلہ حل کرکے دیں۔ ہم

پیٹ کاٹ سکتے ہیں اپنا لیکن ہمیں بجلی اور امن کی ضرورت ہے۔ ہم اپنے لوگوں کو مرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے۔ ہماری بجلی کا برا حال ہے، ہمارے بچے بھلک کے روتے ہیں لیکن ہماری بجلی نہیں اور وہ ان دو چیزوں پہ زور دے رہے تھے کہ ہمیں یہ دو چیزیں چاہئیں، ہم 100 روپے کی چیز 200 روپے پہ لے سکتے ہیں لیکن ہمیں امن کی ضرورت ہے۔ تو جناب سپیکر، اس حوالے سے اقدامات کی ضرورت ہے اور بظاہر جو ہم سمجھتے ہیں کہ پچھلے بجٹ میں یہ سب کچھ آتا رہا ہے لیکن اس پہ کوئی عمل نہیں ہوا اور جناب سپیکر، ہمارا زراعت کا شعبہ، آبپاشی، یہ انتہائی اہمیت کا حامل شعبہ ہے اور بجٹ میں اس کیلئے جو پیسے مختص کئے گئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اسے بالکل سائڈ پہ رکھا گیا ہے۔ ہمارے صوبے کے پانی کے حقوق ہیں اپنے اور ان حقوق کی بنیاد پر CRBC lift Canal بنانا ہماری ضرورت ہے، ہمارے صوبے کی، یہ صرف ڈی آئی خان کا منصوبہ نہیں بلکہ ہمارے صوبے کی ضرورت کا منصوبہ ہے اور ہمیں Priority basis پر اس کو لینا چاہیئے (تالیاں) لیکن اس کو نظر انداز کیا گیا اور جو پیسے اس کیلئے رکھے گئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ صرف خانہ پری ہے، اتنا بڑا منصوبہ جو تقریباً 60 ارب روپے کی لاگت سے اس منصوبے نے ہونا ہے لیکن اس کیلئے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔ ہمارے اس صوبے میں آٹے کا Crisis آنے والا ہے اور ہم اس کیلئے کوئی کام نہیں کر پا رہے اور یہ لفٹ کینال ہمارے صوبے کو اناج کے حوالے سے خود کفیل کر سکتی ہے اور ہم اپنے اناج کو دوسرے صوبوں کو دے سکتے ہیں، ہمارے پاس اتنا اناج ہوگا۔ 16 لاکھ ایکڑ زمین بنجر پڑی ہوئی ہے اور ہم اس کو آباد کر سکتے ہیں، پانی کے ہمارے اپنے صوبے کے حقوق ہیں لیکن ہم نے اس کیلئے کوئی کام نہیں کیا جناب سپیکر، تو یہ شعبہ ہمارا انتہائی اہمیت کا حامل شعبہ ہے، جو ہماری بنیادی ضرورت ہے، جس پر ہم نے کوئی کام نہیں کیا جناب سپیکر، اور آج بھی ہم نے اس بجٹ میں بھی اس کیساتھ ایک مذاق کیا ہے، جو پیسے ہم نے اس کیلئے رکھے ہیں لیکن ہم یہ توجہ دلانا چاہتے ہیں جناب سپیکر، حکومت کی بھی کہ اس شعبے کو ضرورت ہے، اس کو ترقی دینے کیلئے اور اس زمین کو آباد کرنے کیلئے اس پہ کام ہونا چاہیئے جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، ہماری پی ٹی آئی کا منشور بھی تھا کہ ہماری کابینہ بھی مختصر کابینہ ہوگی لیکن جب سے اسمبلی نے حلف اٹھایا ہے، اس کے بعد اسی پہ جھگڑا چلتا رہا اور بہت دیر ہوگئی اور جب ہمارے ممبران نے منسٹری کے حلف اٹھائے اور زیادہ تر ٹائم اسی پہ گزرا، بجٹ کی طرف شاید توجہ نہیں دی گئی اور ہم اسی جھگڑے میں رہے اور اس کے بعد بھی ہوا یہ کہ

جب منسٹرز لئے گئے تو اس کے بعد معاون خصوصی اور مشیر تقریباً پانچ پانچ، تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ تعداد تقریباً پوری ہو گئی، تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پہ بھی اپنے منشور پر عمل نہیں ہو سکا جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، ہماری گورنمنٹ کی ہمیشہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ ہم لوگوں کو روزگار مہیا کریں۔ ہمارے ڈی آئی خان کا ایک کیس 1613 اساتذہ کے حوالے سے چل رہا ہے اور سروس ٹریبونل میں اس کا فیصلہ بھی ہو چکا ہے، ہمارے لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس پہ قانونی چارہ جوئی ہو کر ہم ان لوگوں کو واپس اپنا روزگار دے سکیں، یہ حکومت کی ذمہ داری ہے اور یہ ضرورت ہے ہمارے ڈی آئی خان کی، تو میں سمجھتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب اس میں ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کریں گے۔ جناب سپیکر، بلدیات کا مسئلہ کہ ہم بلدیاتی الیکشن کرنا چاہتے ہیں، ہمارا ملک ایک تجربہ گاہ ہے، مشرف کا دور آیا، جب بھی ڈکٹیٹر آتا ہے تو وہ اپنے مفاد کیلئے، اس کی اپنی ضرورت کی بنیاد پر بلدیاتی الیکشن کراتا ہے اور ایک نیا نظام متعارف کراتا ہے۔ اس دور میں بھی ہم نے اپنے اختیارات صوبے کو، ضلعوں کو دیئے ہیں۔ ضلع میں ہمارے جو Devolved departments تھے، ان کے پاس اختیارات تھے اور پھر پچھلے دور میں دوبارہ وہ اختیارات ہم نے پھر صوبے کو واپس کئے اور پھر اب بلدیاتی انتخابات ہونے جا رہے ہیں اور پھر ایک نئی چیز سامنے آئے گی، اب پھر اختیارات کیا ہم نے ضلعوں کو دینے ہیں، اس کے کیا خدوخال ہونگے؟ ہمارا جو بلدیاتی الیکشن ہوگا، اس میں پھر وہ اختیارات جو اب صوبے کو آ چکے ہیں، وہ اختیارات دوبارہ ڈسٹرکٹس کو دینگے تو ہمارا یہ ملک تجربہ گاہ بنا ہوا ہے کہ آئے روز اس میں ہم تجربے کرتے ہیں تو خدارا اس ملک پر بھی رحم کرنا ہے، ہم نے یہ سوچنا ہے، ہم نے کوئی بنیاد دینی ہے، ہم نے یہ سوچنا ہے کہ ہمارے صوبے کے مفاد میں کیا ہے، ہمارے ملک کے مفاد میں کیا ہے؟ ہم نے اس نئے نہج سے سوچنا ہے کہ ہم نے اس پر کیا کرنا ہے؟ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں دوبارہ اس پر غور ہو اور اس کی بنیاد پر ایسی پالیسیاں وضع کی جائیں جو مستقل بنیادوں پر ہوں، عارضی بنیادوں پر نہ ہوں کہ ہم روز اس پر تجربے کرتے رہے تو جناب سپیکر، ہمیں یہ بھی سوچنا ہو گا کہ آگے ہم نے اس پر چلنا ہے، اس پورے سال کا ہمارے پاس بجٹ ہے اور ہم نے عوام کو کچھ دینا ہے، ترقی بھی اس حوالے سے کرنی ہے لیکن بنیادی بات یہ ہے کہ ہم نے یہ سوچنا ہے کہ ہم اپنے لوگوں کو امن کس طرح دے سکیں، یہ بنیادی بات ہے اور امن دینا ہماری بنیادی ضرورت ہے۔ لوگوں کو اگر امن نہیں ہو گا تو نہ تو روزگار

ہو گا، نہ کاروبار ہو گا، نہ معیشت مضبوط ہو سکتی ہے اور اگر ہم امن دیں گے تو ہم معیشت کو مضبوط کر سکتے ہیں، کوئی روزگار ہو سکتا ہے، ہم چل سکتے ہیں، ہم اپنے علاقے کو ترقی دے سکتے ہیں، اگر امن نہیں ہو گا تو ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ تو یہ بنیادی ضرورت ہے اور ایک چیلنج ہے ہمارے سامنے، جس کو ہم نے حل کرنا ہے اور یہ ضرورت ہے ہماری، تو میں سمجھتا ہوں جناب سپیکر، اپنی بجٹ تقریر کو 'وائنڈ اپ' کرتے ہوئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ منصفانہ بجٹ نہیں بلکہ مساویانہ بھی نہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یکطرفہ طور پر یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ وآخِرُالدَّعْوَانَا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ۔

(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: تمام اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ اگر اس طرح زیادہ ٹائم ہر ممبر لے گا تو پھر 'وائنڈ اپ' کرنا بڑا مشکل ہو گا، پھر کل اور پرسوں کی چھٹی نہیں ہو گی۔ (مداخلت) ٹھیک ٹھیک ہے، Already اس کے بعد جو ایم پی ایز صاحبان آئیں گے، جو لسٹ میں ہیں، مہربانی کر کے دس منٹ سے زیادہ ٹائم کوئی نہیں لے گا۔ میں محترمہ عظمیٰ خان صاحبہ سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ بات کریں۔ عظمیٰ خان صاحبہ۔

محترمہ عظمیٰ خان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ جناب سپیکر۔ محترم جناب سپیکر، جب کسی صوبے کا یا کسی ملک کا بجٹ پیش ہوتا ہے تو ہر عمر کے لوگ، ہر طبقے کے لوگ اس سے امیدیں لگائے بیٹھے ہوتے ہیں جناب سپیکر، چاہے وہ مرد ہوں، نوجوان ہوں یا خواتین۔ جناب سپیکر، اگر اس بجٹ پر میں بحیثیت ایک خاتون نظر دوڑاؤں تو یہ ایک انتہائی مایوس کن بجٹ رہا ہے خواتین کیلئے۔ جناب سپیکر، ایک دور تھا جب خاصکر ہمارے پختونخوا میں خواتین کیلئے سلائی کڑھائی اور ٹیچنگ کے علاوہ تمام شعبے معیوب سمجھے جاتے تھے لیکن آج کی صورتحال اس سے Totally different ہے۔ آج اس صوبے کی خاتون ہر شعبے میں اپنی خدمات پیش کر رہی ہے جناب سپیکر لیکن بجٹ پڑھ کر تو مجھے یہ اندازہ ہوا کہ حکومت ان خواتین کو سلائی کڑھائی اور ٹیچنگ کے علاوہ آگے لانے کے حق میں ہی نہیں۔ جناب سپیکر، اس میں خواتین کیلئے صرف ووکیشنل ٹریننگ سنٹرز ہیں اور استانیوں کیلئے ٹریول الاؤنس۔ کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ یہ ایک ایسی کوئی پلاننگ کرتے، کوئی ایسا پراجیکٹ دیتے جس کا Impact خیبر پختونخوا کے تمام ورکنگ ویمن پر ہوتا؟ جناب سپیکر، کیا

یہ بہتر نہ ہوتا کہ استانیوں کو توٹریول الاؤنس دیدیا، بہت اچھی بات ہے جناب سپیکر، ہمارا بہت معزز پیشہ ہے لیکن جناب سپیکر، اور بھی ورکنگ ویمن ہیں، جو صبح اٹھ کر Jobs پر جاتی ہیں، آپ کو بھی پتہ ہوگا کہ ہماری Specially پشاور کی بسیں، جو چلتی بس میں چڑھاتی اور چلتی بس سے اتارتی ہیں، لوگوں کیلئے جناب سپیکر، اگر ایک بس سروس شروع کر دی جاتی تو ہر طبقے کی خواتین پر اس کا Impact ہوتا اور ان کو کچھ نہ کچھ آسانی ہو جاتی کہ وہ کسی طریقے سے اپنا پیشہ Continue رکھ پاتیں۔ جناب سپیکر، جب ایم ایم اے کی گورنمنٹ تھی تو ہم ہی نے ویمن یونیورسٹی بنائی۔ جناب سپیکر، وہاں آج شکر الحمد للہ ہر شعبے میں خواتین تعلیم حاصل کر رہی ہیں اور ہر شعبے میں ہم پریکٹیکل خواتین کو لا رہے ہیں۔ وہاں ویمن میڈیکل کالج بنایا گیا، ہم پروفیشنل ڈاکٹرز فیلڈ کو دے رہے ہیں جناب سپیکر لیکن اس بجٹ میں خواتین کیلئے کوئی ایسا میگا پراجیکٹ یا کوئی چیز نہیں ہے۔ جناب سپیکر، میرا خیال ہے، برسراقتدار جماعت کے ووٹرز میں زیادہ تر تعداد نوجوانان کی تھی اور اس میں خواتین بھی شامل تھیں جناب سپیکر، اور اسی برسراقتدار جماعت نے ان خواتین سے وعدہ کیا تھا کہ حکومت کی تمام سروسز میں 10 پرسنٹ کوٹہ خواتین کیلئے مختص ہے اور ہم یہ 20 پرسنٹ کر دیں گے۔ جناب سپیکر، یہ بات بجٹ میں نظر کیوں نہیں آئی، یہ تو انہوں نے اپنے Manifesto میں بھی لکھا تھا جناب سپیکر، پھر بجٹ بناتے وقت یہ کیوں اپنا Manifesto بھول گئے؟ جناب سپیکر، میں صحت کے حوالے سے نظر دوڑاؤں تو ایک روایتی جملہ 'Mother Maternity Health'، زچہ و بچہ کی صحت کے نام سے 22 کروڑ 46 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں جناب سپیکر، یہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ میرے خیال میں جناب سپیکر، حکومت کو اس بات کا اندازہ نہیں کہ آج پاکستان کا نمبر تیسرے نمبر پر آ گیا ہے Maternity mortality rate کے لحاظ سے۔ جناب سپیکر، میں آپ کو کسی دیہات کا حوالہ نہیں دونگی، آپ ایچ ایم سی، کے ٹی ایچ اور ایل آر ایچ کا ڈیٹا نکال کر دیکھیں، وہاں روز کتنی خواتین گائنی میں Expire ہو رہی ہیں؟ جناب سپیکر، یہ ایک انتہائی گھمبیر مسئلہ ہے، یہ ذیابیطس اور ہیپاٹائٹس سے زیادہ Important مسئلہ ہے۔ جناب سپیکر، ایک قوم کی ماں نہیں رہے گی تو آپ کی قوم کیسے پلے گی، بڑھے گی جناب سپیکر؟ اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی، اس کو بھی اسی طرح Highlight کرنا چاہیئے تھا جس طرح دوسری مہلک بیماریوں کو کیا گیا ہے۔ محترم جناب سپیکر، کسی بیماری کا علاج بھی ضروری ہے لیکن اس کی Spreading کو ختم کرنا

اس سے بہتر ہے، علاج ہوتا ہے اس Disease کا۔ ڈینگی کے مریض کا آپ علاج کریں گے لیکن اس کے مچھر کو آپ ختم نہیں کریں گے جناب سپیکر، تو آپ کا علاج فضول ہوگا۔ یہاں ہیپاٹائٹس کے علاج کیلئے تو پیسے رکھے گئے ہیں لیکن اس کی Spreading کو روکنے کیلئے کوئی اقدام نہیں ہے جناب سپیکر، کوئی پلاننگ اس میں نہیں دی گئی۔ جناب سپیکر، یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے، میڈیا بھی اس چیز کو بار بار Highlight کر رہا ہے، جو جگہیں جہاں لوگ علاج کیلئے جاتے ہیں، ہاسپٹلز میں جو لوگ بیماریوں کے علاج کیلئے جا رہے ہیں اور وہ وہاں سے الگ بیماری لے کر آئے ہیں جناب سپیکر، اس پر خاص توجہ دینا چاہیئے تھی، اس بات سے حکومت کی جان نہیں چھوٹے گی کہ یہ 10 سال سے ہے یا 5 سال سے یہ گند ہے۔ جناب سپیکر، گند جہاں بھی ہو، آپ نے شروع کرنا ہے جناب سپیکر، اور اس بجٹ پر ہماری نگاہیں تھیں کہ پہلے دن سے ایک تبدیلی ہم دیکھیں گے۔ جناب سپیکر، تبدیلی تو میرے خیال سے یہ آئی کہ انہوں نے اپنی بجٹ سپیچ میں ذکر بھی کیا کہ ایڈمنسٹریٹرز تعینات کریں گے ہاسپٹلز میں، جو اچھی ایڈمنسٹریشن کریں گے، Already ہمارے علاقوں میں ہسپتال ہیں جہاں کلاس فور سے لیکر ٹیکنیشن تک، پیرامیڈکل سٹاف سب Appointed ہیں لیکن ڈاکٹرز نہیں ہیں، یہی تبدیلی ہوگی میرے خیال سے کہ بغیر ڈاکٹرز کے ہسپتال Run ہونگے۔ جناب سپیکر، اس میں ڈاکٹرز کا ذکر نہیں۔ میں نے صرف ضلع دیر لوئر کا ریکارڈ منگوایا تھا، وہاں پر 55 سپیشلسٹس پوسٹوں میں جناب سپیکر، 46 پوسٹیں خالی تھیں تو آپ کیا تبدیلی لائیں گے؟ ایڈمنسٹریٹرز تعینات کریں گے تو کیا وہ علاج بھی وہیں کریں گے؟ جناب سپیکر، ہیلتھ میں کوئی پلاننگ ہی نہیں کی گئی۔ اسی طرح حال ایجوکیشن کا بھی ہے، سکولز بنائے جا رہے ہیں، مانیٹرنگ کیلئے پلاننگ کی جا رہی ہے لیکن وہاں اساتذہ اپوائنٹ کرنے کی کوئی بات نہیں ہو رہی۔ آج بھی آپ ہمارے کسی علاقے میں جائیں جناب سپیکر، وہاں آپ کو سائنس کا کوئی ایک سنگل ٹیچر بھی نہیں ملے گا، تو تبدیلی کیسے آئے گی؟ جناب سپیکر، آپ نصاب بہت ہی اچھا دیدیں لیکن پڑھانے والا نہ ہو تو آپ نصاب کا کیا کریں گے؟ جناب سپیکر، پشاور کو 'کلین اینڈ گرین سٹی' بنانے کا جو وعدہ کیا گیا ہے تو جناب سپیکر، پشاور کا سب سے اہم مسئلہ ٹریفک کا ہے۔ کسی بھی علاقے کی ترقی کا دار و مدار اس کی ٹریفک کے سسٹم اور اس کے روڈز پر ہوتا ہے۔ جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ پشاور کیلئے یہ ایک ایسا Alert issue تھا کہ ہنگامی بنیادوں پر اس کیلئے کام ہونا چاہیئے تھا۔

پلازے بنتی رہیں گی، Bridges بھی بنیں گی، Overhead bridge وغیرہ بہت کچھ بنے گا جناب سپیکر لیکن ٹائم بہت لگے گا، Short term اگر یہ کوئی پالیسی دیتے تو بہت اچھی بات ہوتی۔ میں ایک Suggestion دیناچاہونگی، ریلوے 'ٹریک' پہلے سے پشاور میں موجود ہے جو دلہ ذاک روڈ سے ہوتاہوا کارخانوں مارکیٹ سے آگے چلا جاتا ہے، جناب سپیکر، اس 'ٹریک' کو اگر Utilize کر دیا جاتا، اس پر Metropolitan Train Service بنائی جاتی تو شاید یہ مسئلہ بہت جلدی حل ہو جاتا۔ ہمارا Main مسئلہ جناب سپیکر، پبلک ٹرانسپورٹ کا خراب ہونا ہے، پبلک ٹرانسپورٹ آپ ٹھیک کر لیں تو کوئی بھی Individual ایک گاڑی میں بیٹھ کر آفس نہیں جائے گا، سب اسی پبلک ٹرانسپورٹ کو استعمال کریں گے جناب سپیکر، آپ کالوڈ خود بخود ہی ختم ہو جائے گا لیکن پبلک ٹرانسپورٹ کا جو حال ہے، وہ آپ بھی دیکھتے ہیں اور ہم بھی دیکھ رہے ہیں کہ کوئی اس میں سفر گوارا نہیں کر سکتا۔ میں End میں دوبارہ ہیلتھ منسٹر صاحب جو اس وقت Busy ہیں کسی کام میں، میں ہیلتھ منسٹر صاحب سے ریکویسٹ کرنا چاہونگی جناب سپیکر صاحب، آپ-----

(تالیاں اور شور)

جناب ڈپٹی سپیکر: ہیلتھ منسٹر شوکت یوسفزئی صاحب! شوکت یوسفزئی صاحب! متوجہ ہوں۔

(شور)

محترمہ عظمیٰ خان: ڈپٹی سپیکر صاحب! میں آپ کے توسط سے ہیلتھ منسٹر صاحب سے دوبارہ ریکویسٹ کرونگی، شاید انہوں نے شروع میں میری بات نہیں سنی، Maternal mortality rate ایک انتہائی Burning issue ہے اور میں ہیلتھ منسٹر صاحب سے ریکویسٹ کرونگی کہ وہ اس پر ضرور اپنے ڈیپارٹمنٹ سے ایک بریفنگ لیں اور اس کیلئے ایک پلاننگ کریں اور یقیناً ہماری خدمات بھی ان کیساتھ ہونگی کیونکہ میں نے بھی اس پر کافی کام کیا ہے، بہت ساری Firms کیساتھ اور جناب سپیکر، میں توقع رکھتی ہوں کہ وہ ہماری خدمات بھی حاصل کرنے کیلئے ہمیں ضرور بلائیں گے۔ تھینک یو سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی محترمہ نگہت اورکزئی صاحبہ۔

(تالیاں)

محترمہ نگہت اورکزئی: شکریہ جناب سپیکر صاحب، آپ کا پھر شکریہ کہ آپ نے یہاں پر خواتین کو ٹائم دیا بجٹ کے حوالے سے۔ جناب سپیکر صاحب، آج پھر قیامت ٹوٹ پڑی، جناب سپیکر صاحب، آج پھر 20 گھرانوں پر قیامت ٹوٹ پڑی، آج پھر دہشت گردوں نے 28 گھرانوں کو قیامت کی لپیٹ میں دیدیا اور جناب سپیکر صاحب، ہم کیسی بے حس قوم ہیں اور ہم کیسے بے حس لوگ ہیں اس ایوان میں بیٹھے ہوئے کہ کسی نے ابھی تک اس پر بات نہیں کی کہ پشاور کے ایک نواحی گاؤں میں 20 گھرانوں پر قیامت ٹوٹ پڑی اور کتنے ہی لوگ زخمی جو ہیں، تو وہ ہاسپٹل میں زندگی اور موت سے لڑ رہے ہیں جناب سپیکر صاحب اور جناب سپیکر صاحب، ایسی ہی ایک قیامت جو کہ آج کے دن ایک ایسی لیڈر جو قائداعظم کے بعد پیدا ہوئیں، جس نے کہ اپنی جان، آج اس کی Birthday ہے جس نے کہ اس زمین کیلئے، جس نے کہ پاکستان کی سرزمین کیلئے اپنی جان کی بازی جمہوریت کیلئے لگا دی جناب سپیکر صاحب اور وہ لیڈر ہیں بے نظیر بھٹو صاحبہ۔ جناب سپیکر صاحب، کل بہت سے لوگوں نے یہاں پر شور مچایا کہ آپ تو مشرف کیساتھ تھیں، یہاں سے کچھ شیم شیم کی آوازیں بھی آئیں لیکن جناب سپیکر صاحب، ہم تو وہ لوگ ہیں کہ جو یہ بانگ دہل کہتے ہیں کہ ہم کسی ایک پارٹی کیساتھ ہیں تو اس کیساتھ مرجائیں گے جب تک وہ پارٹی ہمیں خود نہ نکال دیں لیکن یہاں پر بیٹھے ہوئے لوگوں نے Directly اور Indirectly، سب نے مشرف کا ساتھ دیا جناب سپیکر صاحب لیکن کسی میں ہمت نہ ہوئی کہ وہ یہ کہے کہ ہم نے مشرف کا ساتھ دیا۔ جناب سپیکر صاحب، یہاں پر بیٹھے ہوئے وہ تمام لوگ جنہوں نے کل کہا کہ جی آپ نے تو مشرف کا ساتھ دیا، کیا ان کو پتہ نہیں تھا کہ وہ سٹوڈنٹس فیڈرشن پاکستان پیپلز پارٹی کے صدر تھے۔ جناب سپیکر صاحب، مجھے تو سمجھ نہیں کہ یہاں پر پارٹیوں کو، یہاں پر تو ایک پارلیمنٹیرین کی حیثیت سے آتے ہیں اور ہم بات کرتے ہیں تو اپنے صوبے کی بات کرتے ہیں، ہم بات کرتے ہیں تو اپنے عوام کی بات کرتے ہیں، ہم پارٹیوں سے بالاتر ہو کے جیسا کہ آج کی بات میں کر رہی ہوں کہ یہ جو دہشت گرد ہیں، یہاں سے ہماری اسمبلی سے آواز جاتی ہے کہ جی مرکز میں تو کسی اور کی حکومت ہے اور یہاں پہ ہماری کوئی اور حکومت ہے۔ جناب سپیکر صاحب، اس کو ہم کیسے، یعنی یہ چلتا رہے گا، یہ قیامت تک قیامتیں ہم پہ ٹوٹتی رہینگی اور خیبر پختونخواپہ ٹوٹتی رہینگی جناب سپیکر صاحب؟ جناب سپیکر صاحب، اس میں ہم اب خیبر پختونخوا کے لوگوں کو اور بے وقوف نہیں بنا سکتے کہ جی وہاں تو ایک بیٹھے ہوئے ہیں اور یہاں

تو ہم بیٹھے ہوئے ہیں، تو ہم کیا کریں؟ ہماری پالیسیاں نہیں ملتی ہیں۔ جناب سپیکر صاحب، آپ اس قوم کے نمائندہ ہیں، آپ لوگوں کو مینڈیٹ ملا ہے اور مینڈیٹ کس بات کا ملا ہے؟ وہ امن کیلئے آپ کو ملا ہے کہ آپ نے کہا تھا کہ ہم امن لیکر آئیں گے۔ جناب سپیکر صاحب، بجٹ سپیچ کا ایک بہانہ، یہ جو بجٹ کی کتاب ہے، اس کا تمام تر دارو مدار جناب سپیکر صاحب، امن پہ ہے۔ اگر امن نہیں ہوگا، بناتے رہیں سکولز اور اجاڑتے رہینگے دہشت گرد، بناتے رہیں ہسپتال، اجاڑتے رہینگے دہشت گرد، بناتے رہیں صنعتیں، اجاڑتے رہینگے دہشت گرد، بناتے رہیں، جو کچھ آپ نے اس بجٹ سپیچ میں کہا، سب کچھ کرکے دیکھ لیں لیکن جب تک امن نہیں ہوگا تب تک جناب سپیکر صاحب، ہر چیز کو بھول جائیں۔ جناب سپیکر صاحب، قیامتیں ٹوٹتی رہینگی۔ جناب سپیکر صاحب، یہاں پہ مجھے ایک شعر یاد آرہا ہے کہ:

؎ تم بدلنا چاہتے ہو صرف نام میکدہ اور ہم بدلنا چاہتے ہیں کل نظام میکدہ

جناب سپیکر صاحب، صرف نام کی تبدیلی سے بات نہیں ہوگی، عملی اقدامات اٹھانا پڑیں گے۔

جناب سپیکر صاحب، ہم تو ایسے مسلمان ہیں کہ ہم دیدیتے ہیں اپنی ان Books میں، اپنی تقاریر میں خلفاء راشدین کا نام، ہم ان ناموں کو کیش کرواتے ہیں جبکہ سڑکوں کی بات ہوتی ہے تو سڑکیں، انصاف کہاں پہ ہے؟ حضرت عمرؓ کے بارے میں اگر بات کی جاتی ہے تو ان سے تو پوچھا جاتا ہے کہ دو چادریں کہاں سے آئیں؟ تو انہوں نے کہا کہ ایک میرے بیٹے نے مجھے دی ہے۔ جناب سپیکر صاحب، وہ سڑکیں ساری اپنی طرف لے گئے، یہ کیسا انصاف ہے جناب سپیکر صاحب؟ (تالیاں) پھر آتے ہیں جناب سپیکر صاحب، ہیلتھ پہ۔ ہیلتھ میں اگر آپ دیکھیں تو یہاں پہ صرف الفاظ کی ہیر پھیر ہے۔ میں یہاں پہ خیبر پختونخوا میڈیا کے بیٹھے ہوئے تمام لوگوں کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے جو پچھلا بجٹ پیش کیا، اس میں بے نظیر ہسپتال کا ذکر جو انہوں نے کہا کہ یہ ہم لوگوں نے اس کا پی سی ون تیار کر لیا ہے۔ سر، یہ تو ہو چکا ہے اور جا چکا ہے اور یہ ہماری گورنمنٹ کا کریڈٹ ہے، حالانکہ ہم کریڈٹ لینا نہیں چاہتے، صرف ہم ان کی بات کو درست، ان کی بات کو یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ کام ہم لوگوں نے کیا ہے۔ جناب سپیکر صاحب، Dialysis، یہاں پہ الفاظ کی ہیر پھیر ہے، گردوں کے امراض، Dialysis تو فری ہے، پچھلی گورنمنٹ کر چکی ہے۔ Angiography پچھلی گورنمنٹ کر چکی ہے، جناب سپیکر صاحب، ہیپا ٹائٹس سی

پچھلی گورنمنٹ کر چکی ہے، تو یہ تمام چیزیں آن ریکارڈ اسلئے لانا چاہتی تھی کہ جناب سپیکر صاحب، میڈیا یہاں پر بیٹھا ہوا ہے، میڈیا کیلئے پورے صوبے کیلئے 5 کروڑ روپے انہوں نے رکھے، ہم ان کے بہت شکر گزار ہیں کیونکہ میڈیا بھی فرنٹ لائن پہ Politicians اور فورسز کیساتھ لڑتا ہے اور میڈیا کالونی کیلئے، یہ Already 2002 میں اکرم درانی صاحب میڈیا کالونی کا اعلان کر چکے تھے اور اس پہ کام بھی شروع ہو چکا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ یہاں پہ اور زیادہ Facilities کا اعلان ہونا چاہیئے تھا لیکن جناب سپیکر صاحب، میڈیا کالونی کیساتھ ساتھ یہ میرے جو بھائی بیٹھے ہوئے ہیں اور یہاں پہ جتنا جو میرا اسٹاف ہے یا جو ہمارا اسٹاف ہے، جو کام کرتا ہے، آپ کیلئے کام کرتا ہے دن رات، جناب پرویز خٹک صاحب کیلئے کام کرتا ہے، جناب سراج الحق صاحب کیلئے کام کرتا ہے، ان کی کالونی کی زمین کہاں چلی گئی، جو ان کے گھروں کیلئے مختص ہوئی تھی؟ جناب سپیکر صاحب، اس کا کوئی ذکر نہیں ہے اس میں۔ جناب سپیکر صاحب، پھر یہاں پہ ہم لوگ آتے ہیں کہ یہاں پہ بات ہوئی ہے کہ تجویز ہے، امکان ہے اور کرنے کا ارادہ ہے، صرف خواہشات ہیں۔ جناب سپیکر، لکھی ہوئی تقریر میرے پاس بہت بڑی ہے لیکن میں صرف دو چار لفظوں میں یہ بیان کرنا چاہتی ہوں کہ 2002 میں بھی سراج الحق صاحب فنانس منسٹر تھے، ہمارے لئے اس وقت بھی آنریبل منسٹر ہیں اور اس وقت بھی منسٹر تھے، ہم نے تو ان کو کہا تھا، اس وقت بھی کہا تھا، ابھی بھی کہتے ہیں، چلیں آئیں ہم بہنیں آپ کیساتھ جا رہی ہیں، ہمارے بھائی آپ کیساتھ جاتے ہیں، وفاق سے آپ کا جتنا حصہ ہے، 2002 سے لیکر ابھی تک کیوں نہیں لیا گیا؟ پچھلی گورنمنٹ اس میں سے بہت سا حصہ لے چکی ہے، ابھی آپ کا کام تھا کہ آپ اس میں کہتے کہ ہم نے یہ حصہ گورنمنٹ سے لینا ہے اور ہم نے اس کو خیبر پختونخوا کے لوگوں پہ خرچ کرنا ہے۔ پھر جناب سپیکر صاحب، بات آجاتی ہے ایجوکیشن پہ، 66 ارب جو کہ سننے والا بھی کہے کہ بہت زیادہ ہے جی، بہت زیادہ ہے لیکن جناب سپیکر صاحب، اس میں تو Salaries بھی ہیں، اس میں ٹوٹل 13 ارب روپے جو ہیں، وہ ایجوکیشن کیلئے رکھے گئے ہیں، جس میں سے 8 ارب ہائر کیلئے ہیں اور باقی ایلیمنٹری اور پرائمری کیلئے ہیں۔ جناب سپیکر صاحب، کیا ہماری گورنمنٹ جب آرہی تھی، مطلب اس ایوان کی گورنمنٹ، پرویز خٹک صاحب کی گورنمنٹ، سراج الحق صاحب کی گورنمنٹ، یہاں پہ میرے بیٹھے ہوئے شوکت یوسفزئی صاحب کی گورنمنٹ، تو کیا ان کو یہ پتہ نہیں تھا کہ یہاں پہ ہمیں کتنے چیلنجز کا مقابلہ کرنا

ہے؟ ہم نے پولیس کیلئے کچھ بھی نہیں رکھا، وہی Figures جو پچھلی گورنمنٹ نے، پھر ہیلتھ پہ آجائیں، ہیلتھ میں صرف ایک ارب کا اضافہ، جناب سپیکر صاحب، ایک ارب روپے کا اضافہ کرکے آپ کہاں کہاں پہ اس کو خرچ کرینگے؟ جناب سپیکر صاحب، میں نے اس دن بات کی، وہ قیامت بھی گزر گئی، ان لوگوں پہ گزر گئی، آج وہ تیسرا دن ہے، ان کے گھر میں قیامت گزر گئی اور ابھی پتہ نہیں کتنے، میرے جو دو کروڑ عوام ہیں خیبر پختونخوا کے، پتہ نہیں کون کونسے ہسپتال میں اور کون کونسی جگہ پہ ان پہ قیامتیں ٹوٹیں گی جناب سپیکر صاحب؟ جناب سپیکر صاحب، یہاں پہ میں نے آپ سے یہ جو درخواست کی ہے اور یہاں پہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے، یہ اس دروازے سے جب اندر آتی ہوں تو پارلیمنٹرین کے حساب سے میں یہ بات کر رہی ہوں جبکہ یہ خواتین کا بجٹ نہیں ہے، As a خاتون اگر اس بجٹ کو میں دیکھوں تو جناب سپیکر صاحب، بہت مینڈیٹ ملا، بہت زیادہ لوگوں نے ووٹ ڈالے اور اس میں میں نے دیکھا کہ بہت سی عورتیں، بہت سی لڑکیاں لیکن جناب سپیکر صاحب، میں نے گورنر ہاؤس میں کسی خاتون کو As a Minister حلف اٹھاتے ہوئے نہیں دیکھا۔ جناب سپیکر صاحب، یہ کیسا ہم ڈبل سٹینڈرڈ ہیں؟ چاہیئے تو یہ تھا کہ اگر پچھلی گورنمنٹ میں ایک منسٹر تھی تو یہاں پر دو یا تین منسٹرز ہونی چاہیئے تھیں، Although کہ یہ ان کا اپنا اندرونی ان پارٹیوں کا معاملہ ہے کیونکہ تین مختلف خیال کی پارٹیاں یہاں پر گورنمنٹ چلا رہی ہیں۔ جناب سپیکر صاحب، میں نے جو بتایا، اس میں بہت سی ایسی باتیں ہیں کہ اگر میں اس پہ ایک ایک بات کروں تو میرا خیال ہے پورا گھنٹہ گزر جائے گا۔ جناب سپیکر صاحب، میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہاں پہ ہم نے سب سے پہلے، اے پی سی ہم لوگوں نے کوئی نہیں بلائی کیونکہ یہاں بیٹھا ہوا ہر بندہ اے پی سی کا ممبر ہے۔ یہاں پر تمام پارٹیوں کی موجودگی اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ ہم سب لوگ اس پاکستان کے اور خیبر پختونخوا کے نمائندے ہیں۔ جناب سپیکر صاحب، ہم نے لفظوں کی اب مار نہیں دینی، ہم نے عملی قدم اٹھانے ہیں۔ ہم اپوزیشن آپ لوگوں کو یہ کہتے ہیں، آپ لوگوں کو یہ کہتے ہیں کہ ہم آپ کیساتھ ہیں، آئیں دہشت گردوں کی نشاندہی کریں، کس کیساتھ مذاکرات کرنے ہیں، کس کیساتھ جو ہے، جو ہتھیار اٹھا کے جس طریقے سے وہ میرے بچوں کو شہید کرتے ہیں۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ دس منٹ، دس منٹ، دس منٹ سے زیادہ ہوگئے ہیں، پلیز 'وائنڈاپ' کریں۔

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر صاحب! صرف ایک بات کرنا چاہونگی کہ خدا کیلئے، خدا کیلئے آپ قبائل کو، خدا کیلئے آپ خیبر پختونخوا کے لوگوں کو، اب اور ہم لفظوں سے ان کو نہیں بہلا سکتے، ان کیلئے ہم نے عملی اقدامات اٹھانے ہیں۔ جناب سپیکر صاحب، آج کی بات کریں، جو کل گزر گیا وہ کل گزر گیا، آج کی بات کریں، آج آپ گورنمنٹ میں بیٹھے ہوئے ہیں، ہم آپ کا ساتھ دیتے ہیں، آئیں اور ان دہشت گردوں کے جو کہ قاتل ہیں، سفاک ہیں، حیوان ہیں، ان کا مقابلہ کریں۔ تھینک یو جناب سپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شوکت یوسفزئی صاحب۔

جناب شوکت علی یوسفزئی (وزیر صحت): اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ سب سے پہلے تو میں مولانا جانان صاحب سے درخواست کرونگا کہ آج کا جو واقعہ ہوا ہے، ان شہداء کیلئے دعا کی جائے۔

(اس مرحلہ پر شہداء کیلئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شوکت صاحب۔

وزیر صحت: جناب سپیکر، آج جو واقعہ ہوا ہے اور اس سے پہلے جو دو واقعے ہوئے ہیں، ان کی ہم مذمت بھی کرتے ہیں، اس پہ افسوس بھی ہے کیونکہ آپ کو پتہ ہے کہ یہ واقعات کوئی آج کے حالات کی وجہ سے نہیں ہیں، یہ پچھلے 10 سال سے جن حالات سے یہ صوبہ گزر رہا ہے، یہ ملک گزر رہا ہے، یہ اس کے اثرات ہیں جو اب تک قائم ہیں، حکومتیں بدلنے سے اس پر فرق نہیں پڑے گا جب تک آپ اپنی پالیسیوں کو نہیں بدلیں گے۔ آج ہم نے بھی اس نعرے پہ ووٹ لیا ہے کہ ہم امن قائم کرینگے اور جو مرکز میں بیٹھے ہیں، انہوں نے بھی اس نعرے پہ ووٹ لیا ہے کہ امن قائم کرینگے۔ اگر وفاق میں ہماری حکومت ہوتی تو اب تک ہم اعلان کر چکے ہوتے کہ یہ جنگ ہماری ہے یا نہیں؟ لیکن چونکہ صوبے میں ہمیں مینڈیٹ ملا ہے اور ہم کوشش کرینگے ان شاء اللہ تعالیٰ کہ صوبے کی تمام سیاسی لیڈرشپ کو ایک پلیٹ فارم پہ بلائیں اور ان کیساتھ ساتھ تمام سٹیک ہولڈرز ملکر کوئی پالیسی بنائیں اس صوبے میں، اور پھر اس کے بعد ہم وفاق سے رابطہ کریں، ان سے درخواست کریں کہ اس لائحہ عمل پر عمل کریں تاکہ اس صوبے میں امن آئے کیونکہ اگر یہاں آگ لگی ہے جناب سپیکر تو یہ اس کی تپش ملک کے دوسرے حصوں میں بھی محسوس کی جارہی ہوگی اور اگر ہم یہ کہتے

رہیں کہ Security lapse ہے تو جناب سپیکر، یہاں پولیس جوان اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر رہے ہیں، ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ Security lapse ہے، یہ کوئی چوری ڈکیتی والا امن وامان کا مسئلہ نہیں ہے کہ صوبائی حکومت اس کو کنٹرول نہیں کر پا رہی ہے، یہ جو ایک عالمی جنگ چھڑی ہوئی ہے، اس خطے میں اس کے اثرات ہیں، جب تک آپ ان اثرات کو ختم نہیں کرینگے اور اس کیلئے ایک واضح پالیسی نہیں بنائیں گے، جب تک یہ ڈرون حملے جاری رہیں گے تو میرے خیال سے اس قسم کے حالات کا ہمیں سامنا کرنا پڑے گا۔ بہتر یہ ہے کہ ہم اپنے ملک کو بچائیں، اس صوبے کو بچائیں اور جتنی بھی قومی لیڈر شپ ہے، میری ان سے گزارش ہے کہ یہ بات چھوڑیں کہ یہ صوبہ ہے، یہ کس کی حکومت ہے اور یہ کسی ایک پارٹی یا ایک صوبہ، ایک وفاق کا مسئلہ نہیں ہے، یہ ہم سب کی Responsibility ہے جناب سپیکر، اور میں تمام قومی لیڈر شپ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ آئے اور ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا ہو کے اس مسئلے کا حل نکالیں اور ایک قومی پالیسی بنائیں اور ہمیں اب اعلان کرنا ہو گا کہ ہم اس جنگ کا حصہ ہیں یا نہیں کیونکہ آج اگر امریکہ افغانستان سے نکلنے کیلئے طالبان کیساتھ مذاکرات کرنا چاہتا ہے، اپنے لئے راستہ بنانا چاہتا ہے تو جناب سپیکر، پاکستان کیوں مذاکرات نہیں کرتا، پاکستان کیلئے کونسی رکاوٹیں ہیں؟ تو میرے خیال سے اب ہمیں جو زمینی حقائق ہیں، اس پہ ہمیں چلنا ہو گا۔ (تالیاں) اگر ہم امریکی ڈکٹیشن پر چلتے رہے تو جناب سپیکر، نہ اس صوبے میں امن آئے گا، نہ بلوچستان میں امن آئے گا۔ آج کراچی میں ایک ایم پی اے صاحب شہید ہوئے ہیں، میں ان کیلئے بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ ان کی مغفرت کرے لیکن یہ لاشیں ہم کب تک اٹھاتے رہیں گے؟ یہ ہماری قومی Responsibility ہے کہ ہم مل کر اس ملک کے حالات کو بدلنے کیلئے اور ہماری خارجہ پالیسی کو بدلنے کیلئے ہمیں آگے آنا ہو گا اور ایک قومی پالیسی ہمیں دینا ہو گی جناب سپیکر اور چونکہ وزیر اعلیٰ صاحب نے کل لاء اینڈ آرڈر پر میٹنگ بلالی ہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ کوشش کرینگے کہ اپنے صوبے کے عوام کو جتنا تحفظ دے سکیں، دینگے لیکن جناب سپیکر، میں دوبارہ یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ لوکل ایشو نہیں ہے، اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے اور ہم ان شاء اللہ پوری پوری کوشش کرتے ہیں اور میں صوبے کے ایک ذمہ دار کی حیثیت سے یہ یقین دلاتا ہوں کہ اگر وفاقی حکومت اس سلسلے میں کوئی پالیسی بنانا چاہتی ہے تو ہم ان کا بھرپور ساتھ دینگے۔

(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب وجیہہ الزمان صاحب سے گزارش ہے، وجیہہ الزمان صاحب۔

جناب وجیہہ الزمان خان: شکریہ جناب سپیکر، میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے اس اہم موضوع پر مجھے کچھ کہنے اور سننے کا موقع دیا۔Countdown سے پہلے سر میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس کو میرے ٹائم میں نہ لایئے گا، اللہ کے فضل سے یہ میرا چوتھا Tenure ہے کہ میں اسمبلی میں آرہا ہوں، ہم لوگ اتنے دور دراز علاقوں سے آتے ہیں، عزت کیلئے یہاں پہ آتے ہیں لیکن بڑے افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہاں پہ فوج کی چوکیاں ہیں، وہاں سے گزرنے کیلئے ہمیں بڑی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کچھ دنوں سے تو کوئی ایسی شکایت نہیں لیکن پیچھے کافی Mishaps ایسے ہو چکے ہیں جہاں بدمزگی بھی ہوئی ہے تو یا تو ہمیں کنٹونمنٹ کے سٹیکرز Provide کئے جائیں یا جو ہمیں اسمبلی سٹیکرز ملے ہیں، ان کو کہا جائے کہ جی کم از کم اگر اور کچھ نہیں تو بات ہم سے تمیز سے کریں کیونکہ ہر جگہ کہتے ہیں کہ آپ اتریں، گاڑی کو درج کرائیں، اپنے Weapons جو گاڑی میں ہیں، وہ درج کرائیں، تو ہمیں فوج تو Protection دے نہ سکی آج تک، تو ہم اپنی Protection خود بھی نہ کریں؟ تو یہ بات ذرا معیوب سی ہے۔ تو سر، اس کا کچھ سد باب کیا جائے۔ اب میں اپنی باتوں کی طرف آتا ہوں۔ جناب سپیکر، بجٹ کی جو بات ہو رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بیوروکریسی کی طرف سے ایک Document تھی، جو ایک Formality پوری کرنے کیلئے پیش کیا گیا تھا اور اس کیلئے میں گورنمنٹ کو Blame بھی نہیں کرتا کیونکہ گورنمنٹ کے پاس ٹائم بھی نہیں تھا اور یہ صوبہ ہم سب کا ہے، اس پہ ہم ان شاء اللہ Criticize بھی کرینگے اور Criticize کرینگے اصلاح کیلئے، Criticize for the sack of Criticism نہیں کرینگے ان شاء اللہ، تو وہ وقتاً فوقتاً اجلاس ہوتے رہینگے، معاملات ہوتے رہینگے، ہم اس میں کرینگے۔ اس میں شروع کرتا ہوں Austerity کے حوالے سے جناب سپیکر، سب سے پہلے اسمبلی کی طرف آتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی اسمبلی میں یہ گزارشات کی ہیں کہ ہم اسمبلی میں آتے ہیں، For instance ہمارا بجٹ پیش ہوا، میں نے اس میں دیکھا کہ ایک سائڈ پہ پرنٹ تھا اور ایک سائڈ پہ پرنٹ نہیں تھا، اس سے پہلے دونوں سائڈز پہ پرنٹ ہوتا رہا ہے، پیپر کی بچت، قطرے قطرے سے دریا بنتا ہے، اس کو بچائیں۔ ہمارا Q&A Session ہوتا ہے، Question & Answer

Session ہوتا ہے، اس میں سب ممبران کو وہ بڑے بڑے گتے جو ہوتے ہیں Questions & Answers کے، وہ Provide کئے جاتے ہیں تو میری گزارش ہے کہ نوٹس لگادیا جائے کہ جس ممبر کو وہ چاہیئے، وہ اپنا نام لکھ دیں، اس کے مطابق کاپیاں بنیں تاکہ یہ جو Unnecessary اخراجات جو روزروزی میں جاتے ہیں، یہ ختم ہوں۔ اسی طرح Demands for Grant کے جو پلندے بجٹ کے دنوں میں دیئے جاتے ہیں، میں سمجھتا ہوں وہ بھی اگر جس کو ضرورت ہے، اس کو دیئے جائیں، جو Interest نہیں رکھتا، جو نہیں پڑھنا چاہتا یا نہیں کرتا تو وہ فالتو گورنمنٹ پر بوجھ نہ بنے۔ (تالیاں) تو یہ Austerity measures ہمیں گھر سے اٹھانے ہونگے۔ دوسرا آنریبل سی ایم صاحب نے بڑا اچھا فیصلہ کیا ہے، ان کی پارٹی کا فیصلہ ہے کہ ہمیں مہاراجوں کا، راجوں کا دور ختم کرنا ہوگا، ہمیں Austerity اپنانا ہو گی۔ پہلا قدم انہوں نے اٹھایا کہ سی ایم ہاؤس میں نہیں گئے، ہم اس کو Appreciate کرتے ہیں اور ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ میں اس کیساتھ مزید Add کرنا چاہونگا، اس میں کہا گیا ہے، سننے میں آیا ہے کہ وہاں پہ کوئی لائبریری بننے میں آرہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ Red zone area کے اندر لائبریری بنانے کی تک نہیں بنتی کیونکہ اس میں کوئی جا بھی نہیں سکے گا، سیکورٹی کے معاملات ہیں تو بہتر یہ ہوگا کہ اگر گورنر صاحب خود قربانی دیں اور وہ سی ایم ہاؤس میں آجائیں اور گورنر ہاؤس کو ایک مثالی انٹرنیشنل یونیورسٹی بنا دیا جائے۔ (تالیاں) تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اور اچھا قدم ہوگا Change کی طرف۔ Change کے حوالے سے باتیں ہورہی ہیں، میں اپنے بھائی شوکت یوسفزئی صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ ہم اپنے ایجنڈے بھی لائیں گے، باتیں بھی کریں گے، پالیسیز بھی بنائیں گے لیکن جب تک اس ملک میں بیرونی مداخلت ختم نہیں ہو گی، جب تک ہم امریکہ کو Enough is enough نہیں کہیں گے، یہ ایک صریح حقیقت ہے کہ جب تک وہ اپنا ہاتھ پاکستان سے نہیں نکالیں گے تو ہم لوگ نہ Change لا سکتے ہیں، نہ کسی ترقی کی بات کر سکتے ہیں، نہ اپنے پاؤں پہ کھڑے ہو سکتے ہیں، تو ہمیں ان کو Enough is enough کہنا ہے۔ اس دن عمران خان صاحب نے بڑی اچھی بات کی نیشنل اسمبلی میں، جس کی چوہدری نثار صاحب نے، ہمارے لیڈر نے تعریف بھی کی، ہم بھی کرتے ہیں اور یہاں پہ مقابلہ Leg pulling کا نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم کسی کی Leg pulling کریں کیونکہ یہ ہمارا ملک ہے، ہمارا صوبہ ہے، ہمیں ایک

دوسرے سے بڑھ چڑھ کے اپنے ملک کی خدمت کرنی چاہیئے۔ (تالیاں) انہوں نے کہا کہ ڈرون گرائیں، میں Second کرتا ہوں کہ آپ یہاں سے نیٹو سپلائی بند کریں اور میاں صاحب وہاں سے ڈرون گرائیں۔ (تالیاں) یہ وقت آگیا ہے جناب سپیکر کہ اب ہمیں فیصلے کرنے ہیں۔ گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے شیر کی ایک سالہ زندگی اچھی، ایک ایک دن کی زندگی اچھی ہوتی ہے۔ بے غیرتی سے جینے سے بہتر ہے کہ ایک دن کی عزت کی زندگی سے ہم مر جائیں اور جناب سپیکر، جب تک ہم چندے کیلئے ہاتھ پھیلائے رکھیں گے، ہماری غیرت کبھی نہیں جاگے گی۔ میری بہن نے کہا کہ کسی پہ کوئی اثر نہیں ہوا، آئے دن واقعے ہوتے ہیں، قیامت ہے، لوگ کہتے ہیں کہ آپ برے کام کروگے تو قیامت آجائیگی، تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ یہ قیامت نہیں ہے تو کیا ہے؟ کیا ہو رہا ہے ہمارے معاشرے میں؟ تو جب تک ہم اپنا یہ نیچے والا ہاتھ اوپر نہیں لائیں گے، یہ باہر کے چندوں پہ اور خیراتوں پہ غیرت نہیں جاگتی کبھی انسان کی، غیرت جگانے کیلئے اپنے پیروں پہ کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ اپنے معاملات کم کریں باہر کے لوگ اور ان کے جو آگے لے پالک ہیں، ان کی غلامی سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے ہم سب کو مل جل کر اس سلسلے میں کام کرنا ہوگا۔ کرپشن کے حوالے سے جناب سپیکر صاحب، بات ہوئی، ہم تو کہتے ہیں، ہر ایک کی خواہش ہے، پورے ملک میں تبدیلی کی فضاء بھی ہے، لوگ بھی تبدیلی چاہتے ہیں اور سب سے بڑا، میں سمجھتا ہوں کہ معاشرے کا جو بدترین معاملہ ہے، وہ کرپشن ہے۔ جب تک کہ کرپشن ہے، ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسے کچھ معاملات ہیں، جو ایجنسیز کے ذریعے اسمبلیوں میں بھی پہنچ جاتے ہیں، ہر جگہ پہنچ جاتے ہیں، جو سسٹم کو ٹھیک نہیں ہونے دیتے۔ کرپشن ختم ہونے کیلئے میں ایک Suggestion دیتا ہوں، وہ یہ کہ ہر سرکاری، آپ نے ٹی ایس پی نہیں رکھی اس دفعہ بجٹ میں، چلیں نہ رکھیں، ہم یہ ٹی ایس پی 5 سال مزید قربان کرینگے، قوم کو بھی مطمئن کرینگے ان شاءاللہ لیکن جب تک کرپشن ختم نہیں ہوگی، ٹی ایس پی کا فائدہ ہی کوئی نہیں ہے اور یہ کہاں استعمال کریں؟ جتنے گورنمنٹ ایمپلائیز ہیں، جتنا بھی تنخواہ دار طبقہ ہے، ان کیلئے بجٹ بنایا جائے اور مہنگائی کو مدنظر رکھ کے بجٹ بنایا جائے، ان کے اختیارات، ان کی ضروریات کو مدنظر رکھ کے بجٹ بنایا جائے، ان کو ایک Respectable existence معاشرے میں Provide کی جائے، اس کے بعد کرپشن کرتے ہیں تو سخت سے سخت، ان کے ہاتھ بھی کاٹے جائیں تو کوئی ممانعت نہیں

ہو گی لیکن ایک آدمی کو آپ ایک Meager تنخواہ دیتے ہیں، ایک ایس ایچ او کو For that matter آپ 25،30 ہزار تنخواہ دیتے ہیں، اس کے اختیارات دیکھیں، لاء اینڈ آرڈر دیکھیں، اس کی زندگی کے معاملات دیکھیں، اس کی ذمہ داریاں دیکھیں، اصولی طور پر تو گورنمنٹ ان کو POL بھی دیتی ہے، ان کو اخراجات بھی دیتی ہے، سب کچھ لیکن جو حقیقتیں ہیں، افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے، نہیں پہنچتے۔ جب وہ گاڑی میں پٹرول عوام سے ڈلوائیں گے، جب وہ گاڑی کیلئے بیٹری عوام سے ڈلوائیں گے، ٹائر عوام سے ڈلوائیں گے تو جناب سپیکر، Deliver کیسے کرینگے، وہ تو ممکن ہی نہیں ہے؟ لہذا ایک ایسا بجٹ ہر گورنمنٹ آفیسر کا ہونا چاہیئے کہ جب وہ کام کرنے آئے تو اس کے سر پہ یہ بوجھ نہ ہو کہ میں نے اپنے بچوں کی فیسیں دینی ہیں، میں نے بجلی کا بل دینا ہے، میں نے یہ معاملہ کرنا ہے، میں نے گھر جانا ہے، میری گاڑی میں ڈیزل ڈالنے کے پیسے نہیں ہیں تو جب تک یہ پریشانیاں اس کی دور نہیں ہونگیں، وہ معاشرے میں Deliver کر ہی نہیں سکتا، تو ان معاملات کو دیکھا جائے، Respectable existence دیں ہر شخص کو، ہر شہری کو اور اس کے بعد جو کرپشن کرتے ہیں جناب سپیکر، ان کے ہاتھ کاٹیں کیونکہ جب تک Punitive action نہیں ہوگا، جب تک غلط کام کرنے والے کو یہ احساس نہیں ہوگا کہ میں غلط کام کرونگا تو مجھے اس کی سزا ملے گی تو یہ کرپشن آپ کبھی بھی ختم نہیں کر سکتے۔ دو بندوں کو آپ سزا دیدیں، افسوس کی بات ہے کہ ہم اللہ سے نہیں ڈرتے، ڈنڈے سے ڈرتے ہیں، جیل سے ڈرتے ہیں تو چلیں ڈنڈے اور جیل سے ان کو ڈرائیں لیکن کم از کم ڈرائیں ضرور، کہ غلط کام کا انجام غلط ہونا چاہیئے، تب تک ہم اس کو کنٹرول نہیں کر سکتے۔ اب آج آپ دیکھیں، میں Blame اپنے پولیس والے بھائیوں کو بھی نہیں کرتا، اپنے آفیسرز والوں کو بھی نہیں کرتا لیکن یہ خرچہ جتنا بھی ہوتا ہے جناب سپیکر، یہ غریب عوام کی جیب سے نکلتا ہے، وہ غریب عوام جو آجکل ایک وقت کی روٹی کھانے سے بھی محروم ہیں۔ آپ دیکھتے ہیں، دھماکہ ہوا، وہاں پہ دیوار بن جاتی ہے، کہیں اور دھماکہ ہوا، اس کے آگے ایک اور کنکریٹ دیوار بن جاتی ہے، گورنمنٹ کے پیسے ہیں، عوام کے پیسے ہیں، کسی کا کیا جاتا ہے، کسی کو تکلیف تو نہیں ہوتی؟ ہر طرف Fortresses fortresses بن گئے ہیں اور ہر طرف رکاوٹیں ہی رکاوٹیں ہیں۔ کیا عوام کو ہم یہ دینے آتے ہیں یہاں کہ ہر جگہ جائیں، کارڈ دکھائیں، ہر جگہ جیسے جیل میں پھر رہے ہیں؟ ہم اپنے اس ملک کو ایک ملک بنانا چاہتے ہیں، جس طرح باقی ترقیاتی ممالک ہیں،

تو ان چیزوں کو کنٹرول کرنا جناب سپیکر، بہت ضروری ہے۔ ایجوکیشن کے حوالے سے میں گزارش کرنا چاہونگا جناب سپیکر، سب سے پہلے تو یہ میرا اپنا یقین بھی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ قانون بھی ہے کہ تمام جتنے سرکاری ملازمین ہیں، Specially ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے ملازمین جو ہیں، ان کو اپنے بچوں کو سرکاری سکولوں میں تعلیم دلوانی چاہیئے۔ یہ تو میں سمجھتا ہوں کہ انصاف ہی نہیں ہے کہ سیکرٹری ایجوکیشن ہو اور اپنے بچے کو پرائیویٹ سکول میں پڑھائیں کیوں؟ وہ تو Deliver ہی نہیں کریگا، اس کے بچے کو تو تعلیم ٹھیک ٹھاک مل رہی ہے۔ سکولوں کی تعلیم کو Ensure کر کے گورنمنٹ آفیشلز کے بچے جب پڑھیں گے تو Automatically اپنے بچے، کیونکہ وہ تو اپنے بچوں کو اپنا سمجھتے ہیں، دوسروں کے بچوں کو اپنا نہیں سمجھتے۔ اگر آپ دوسرے کے بچے کو اپنا سمجھیں گے تو آپ کے بچے کو بھی دوسرا اپنا سمجھے گا، اسی طرح نظام چلتا ہے۔ اس کیلئے Suggestion ہے میرے پاس، Suggestion یہ ہے کہ ہمیں دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ ہم ہر ایک یونین کونسل، For that matter آپ ایک علاقہ لے لیں، اس میں 50 سکولز ہیں مختلف جگہوں پہ، پہاڑی علاقہ ہمارا Hard area ہے، Top پہ سکولز ہیں، دور سکولز ہیں، کہیں روڈز نہیں ہیں، کہیں ٹیچر کی Accommodation نہیں ہے، کہیں Toilets نہیں ہیں، کہیں پانی نہیں ہے، کہیں Electrification نہیں ہے اور ان حالات میں آپ سے میں پوچھتا ہوں کہ استاد جائے تو کیسے جائے اور بچے جائیں تو کیسے جائیں؟ تو میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ برسوں سے یہ پالیسی چلی آرہی ہے، نئے سکولز دیئے جارہے ہیں۔ بچپن میں میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ میرے علاقے میں ایک بڑا سکول ہوتا تھا، وہاں سے انجینئرز بھی نکلے ہیں، وہاں سے جنرلز بھی نکلے ہیں، وہاں سے چیف انجینئرز بھی نکلے ہیں، اب سکولز بہت ہوگئے ہیں لیکن تعلیم ختم ہوگئی ہے۔ جس سسٹم کو بھی آپ اپنی ایک Human Capacity سے باہر نکالیں گے، اس کو آپ مانیٹر نہیں کرسکتے، وہ پھر نہیں چل سکتا، تو بہتر یہ ہے کہ یونین کونسل لیول پر آپ ایک انسٹی ٹیوشن تعمیر کریں، وہ 50/ 100 بلڈنگوں کا خرچہ جو ہے، اس سے کم خرچ میں انسٹی ٹیوشن تعمیر ہوجائیگا، اس میں Hostel facilities بھی دیں۔ ہمارا غریب ملک ہے، ہمارے Backward areas میں بچوں کے پاس ایک وقت کھانے کی روٹی بھی نہیں ہے، اگر ان کو وہاں کھانا ملے گا اور ایک Organized system، Disciplined system میں وہ تعلیم حاصل کرینگے تو ہمارے

معاشرے کیلئے Assets بنیں گے، اگر ہم وہ معاشرہ نہیں دینگے، وہ معاشرے میں مزید Liabilities create کرینگے۔ جناب سپیکر، آنریبل سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، میں ان سے گزارش کرنے جاؤنگا کہ آمبریلہ کا آپ نے بجٹ میں ذکر کیا، تو بلوچستان نے بڑی اچھی روایت قائم کی ہے کہ انہوں نے سارے صوابدیدی فنڈز اور آمبریلہ ختم کرکے برابر ڈسٹری بیوشن کردی۔ تو میں ان سے گزارش کرنا چاہونگا کہ ایک پراونشل فنانس کمیشن بنایا جائے جس میں یہ Ensure کیا جائے کہ ہر ایک کو Equitably اور Equality کی بنیاد پر یہ جتنے فنڈز ہیں، کیونکہ خواہ ایک آدمی کوہستان میں رہتا ہے کہ ڈی آئی خان میں رہتا ہے، اس کے اتنے ہی حقوق ہیں جتنے پشاور میں رہنے والے کے ہیں، تو یہ حقوق جو ہیں، جب تک برابر تقسیم نہیں ہونگے تو یہ رنجشیں تو رہیں گی، ایک دوسرے کے اوپر کیچڑ اچھالنا جاری رہیگا، تو اس کو بھی Ensure کیا جائے۔ یہ باتیں زیادہ میں اسلئے کہہ رہا ہوں کیونکہ ایک Change کی فضاء ہے، ایک Change کا نام ہے، انصاف کی بات ہے تو ہم انصاف کی توقع بھی رکھتے ہیں اور ان شاءاللہ اس میں سپورٹ بھی کرینگے۔ جناب سپیکر، ہمارے معاشرے میں سی اینڈ ڈبلیو کا محکمہ ہے، بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جب سے میں سیاست میں آیا ہوں، شروع میں 8% سے کمیشن شروع ہوا، بڑھتے بڑھتے Last Government میں دکھ کیساتھ کہنا پڑتا ہے 40% تک چلا گیا۔ اب جہاں 40% تک کمیشن کھایا جائیگا، وہاں پہ کوئی کام ہو یا نہ ہو، اس کو کون چیک کریگا؟ وہ تو پیسے آئیں گے اور دفتروں کی نذر ہو جائیں گے۔ کن کن مصیبتوں سے ہم فنڈز نکال کے لے جاتے ہیں، آگے ٹھیکیداروں کے وہاں پہ اپنے کمیشنز ہوتے ہیں، ان کی اپنی اجارہ داری ہوتی ہے، بندر بانٹ ہو جاتی ہے اور ہم دفاتر میں بھاگتے پھرتے ہیں کچھ نہیں ہوتا۔ جناب سپیکر، اگر بجٹ آپ Proper دینگے، ہر آدمی کو ایک Proper تنخواہ دینگے اس کو کام کرنے کی، اس کو روزی ملے گی، Reward ملے گا تو وہ کمیشن کیوں کھائے؟ یہ کمیشن کلچر، یہ Concept ختم ہونا چاہیئے اور اگر ختم نہیں کر سکتے تو کم از کم ایک کروڑ روپے کی سکیم ہے، تو جتنا کمیشن آپ کی مجبوری ہے، اس سے Over and above رکھیں تاکہ جو کام ہے، اس کی کوالٹی متاثر نہ ہو، ایک بارش ہوتی ہے، سڑک ختم ہو جاتی ہے۔

(تالیاں) تو یہ پیسے جو آتے ہیں، یہ غریب لوگوں کے پیسے آتے ہیں اور ان تک نہیں پہنچتے تو یہ ناانصافی ہے، ہم نے بھی اپنی قبر میں جانا ہے، اللہ کو جواب دینا ہے اور ہم Responsible ہیں کیونکہ ہم

لوگوں کے ووٹ لے کر یہاں پہ آتے ہیں۔ ہیلتھ کے حوالے سے جناب سپیکر صاحب، میں گزارش کرنا چاہونگا کہ ہیلتھ کی جو بنیادی ضرورت ہے، وہ پانی ہے اور ہم آج کہتے ہیں کہ جی پانی گندہ ہوگیا ہے واٹر فلٹرز لگاؤ، اس کی 'فلٹریشن' کرو۔ جناب سپیکر، اللہ نے جو پانی پیدا کیا ہے، اس میں جو چیزیں ہمارے جسم کیلئے پیدا کی گئی ہیں، وہ ہم جتنی مرضی فلٹرز لگالیں، ہم اس کے اندر جو Contents ہیں وہ پورے نہیں کر سکتے جو صحت کیلئے ضروری ہیں۔ فلٹریشن پلانٹ میں کافی ایسی چیزیں نکل آتی ہیں جو جسمانی صحت کیلئے بہت ضروری ہوتی ہے، تو میری گزارش یہ ہے کہ ایجوکیشن جو ہے وہ لازمی ہے کیونکہ ایجوکیشن سے Awareness پیدا ہوتی ہے اور Awareness سے ہم لوگوں کو بتا سکتے ہیں کہ پانی کی اہمیت کیا ہے؟ اللہ نے ہمیں صاف پانی دیا ہے، آج آپ یہاں بھی دیکھیں لوگوں نے Gutter lines کھول کے جو ہماری Streams ہیں، ندی نالے ہیں، اس میں Gutter lines چھوڑی ہوئی ہیں۔ اللہ نے صاف پانی دیا ہے، ہم نے اس کو گندہ کیا ہے، پھر ہم Complaint کرتے ہیں کہ جی ہمیں ہیپاٹائٹس ہو گیا ہے، ہمیں Kidney failure ہو گیا ہے، ہمیں یہ مسئلہ ہو گیا ہے، تو یہ ساری وجوہات ہماری اپنی پیدا کی ہوئی ہیں۔ ہمیشہ سے گندگی کا ایک ڈھیر پڑا ہوا ہے، اس کے جو اثرات ہیں، ان کو کنٹرول کرتے ہیں، دوائیاں چھڑکتے ہیں، ان کو ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن کبھی ہم اس پوائنٹ پہ نہیں آئے کہ گندگی کا اصل جو ڈھیر ہے، اس کو ہٹایا جائے۔ تو میں، انوائرونمنٹ منسٹر صاحب یہاں ہیں یا نہیں ہیں، گورنمنٹ سے اپیل کرتا ہوں کہ اس حوالے سے سختی سے یہ پابندی لگائی جائے کہ جو شخص بھی اپنا گھر بناتا ہے یا جس گاؤں میں، دیہات میں تو اس کی Sanitation کے معاملات کو ٹھیک کیا جائے تاکہ صاف پانی کے جو Sources ہیں، وہ Pollute ہونے سے بچ جائیں، Water contamination سے بچ جائیں اور لوگوں کو پینے کا صاف پانی میسر ہو سکے۔ اسی طرح جناب سپیکر، اللہ نے جو نعمتیں دی ہیں، اگر ان کا ہم ضیاع کرینگے، ان کو ضائع کرینگے تو اللہ بھی ناخوش ہوگا اور اللہ ان نعمتوں کو ہم سے لے لیگا۔ پانی کا آج جتنا ضیاع ہے، میں جاتا ہوں، اکثر آفسز میں جاتا ہوں، ایم پی اے ہاسٹل ہمارا لے لیں، آپ کہیں بھی لے لیں، اکثر واش روم میں جاتا ہوں، Cammodes leak ہو رہے ہوتے ہیں، دھڑا دھڑ پانی بہہ رہا ہوتا ہے، کسی کو پرواہ نہیں ہوتی۔ مشینیں سارا سارا دن چلتی ہیں، بجلی اس پہ خرچ ہوتی ہے۔ پانی کا آپ کا Water level decrease

ہو رہا ہے Day by day، اس میں کوئی ایسا Increase نہیں ہو رہا ہے اور آخر وہ ختم ہو جائیگا، اور کہا گیا جی کہ آخر میں پانی کیلئے جنگیں ہونگیں تو وہ ہمارے اپنے ہاتھوں ہونگیں۔ اس میں 20 روپے اور 30 روپے کی Washer لگانا پڑتی ہے جو آپ کا پانی ضائع ہونے سے بچا سکتی ہے۔ تو جتنی ضرورت ہے 100 دفعہ استعمال کریں لیکن ضرورت سے زیادہ اس کو ضائع کرنا میں سمجھتا ہوں کہ اسلامی حوالے سے بھی ہمیں گوارا نہیں کرتا۔ انوائرونمنٹ کے حوالے سے جناب سپیکر، میں ایک اور Suggestion دینا چاہتا ہوں، جب میں خود کیبنٹ میں تھا، سردار مہتاب صاحب ہمارے چیف منسٹر تھے تو میں نے ایک Proposal دی تھی جس کو سراہا گیا تھا لیکن بعد میں ہماری گورنمنٹ جو تھی، وہ Ex کر دی گئی تھی، ختم ہو گئے تھے تو ہم نہیں کر سکے تھے، تو میں آج گورنمنٹ کو Suggestion دیتا ہوں کہ ہماری ایک بد قسمتی ہے کہ ہم ہمیشہ سے سرکاری چیز کو اپنا نہیں سمجھتے، آج بھی آپ دیکھیں، جتنی سوشل فارسٹری کے پودے ہیں، معاملات ہیں، لوگ لے جاتے ہیں، اپنی ذاتی پراپرٹی میں لگاتے ہیں، سرکاری جنگل میں کوئی پودا نہیں لگاتا اور سرکاری جنگلوں کیلئے جتنا محکمہ جنگلات خطرناک ہے اتنے عوام خطرناک ہیں، جس برے طریقے سے، بات پھر وہی آجاتی ہے کہ ان کے جو فارسٹ گارڈز ہیں، ان کے جو فارسٹرز ہیں، ان کے جو اور ایمپلائز ہیں، ان کی تنخواہیں اتنی کم ہیں کہ ان کو آپ اتنا بڑا، بچھڑوں کی رکھوالی کیلئے آپ بھاگڑ بلے کو بٹھا دیں گے تو وہاں رکھوالی کرے گا، وہ تو خود کھائے گا؟ لہذا اس میں میرے پاس یہ Proposal ہے کہ جتنے سرکاری جو پہاڑ ہیں، جو جنگلات ہیں، جو خالی ہو چکے ہیں، جو اب بلوچستان کا منظر پیش کر رہے ہیں، ان کو آکشن کیا جائے، گورنمنٹ Revenue collect کرے اور ایسے Important معاملات جو ابھی تک پیسے نہ ہونے کی وجہ سے حل نہیں ہو پا رہے ہیں، ان کو حل کریں اور فارسٹری کو ایک انڈسٹری کی شکل دی جائے۔ آج بڑے بڑے جنگلات کے مالک ہیں، جو اپنے بچیوں کے ہاتھ پیلے نہیں کر سکتے، اسلئے کہ پالیسیز ایسی ہیں کہ جو مالک کو کچھ نہیں دیتیں، جو سمگلرز کو تقویت دیتی ہیں تو پالیسیز ایسی بنائی جائیں کہ وہ مالک کو تقویت دیں تاکہ وہ اپنا پودا جب بیچے، اس کو دو پیسے کا فائدہ ہو اور وہ Encourage ہو، وہاں 20 پودے اور لگائیں تاکہ آگے مستقبل کے جنگلات جو ہمارے بزرگ ہمارے لئے چھوڑ کے گئے ہیں، ہم بھی آنے والی نسلوں کیلئے کچھ چھوڑ کے جا سکیں۔ تو جب تک اس میں Interest مالک والی نہیں پیدا ہو گی تو میں سمجھتا ہوں جنگلات میں کوئی بہتری نہیں آسکتی۔

جناب سپیکر، Unemployment ایک بہت بڑا مسئلہ ہے، نہ صرف ہمارے صوبے کا بلکہ اب نیشنل کیا کہ انٹر نیشنل لیول پر چلا گیا ہے۔ Unemployment ہمارا ایک Human source ہے، Resource کہیں اس کو، اس کو Properly utilize کریں گے تو ہمارا ملک بہت ترقی کرے گا۔ ہر آدمی کی جتنی بھی Contribution ہو گی، وہ ملک کی بہتری کیلئے جب Serve کرے گا تو ملک Automatically ٹھیک ہو گا اور جب Unemployment بڑھے گی تو یہی لوگ ملک کے اثاثوں کے اوپر بوجھ بنتے چلے جائیں گے جو مزید دن بدن بنتے چلے جا رہے ہیں اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ ایجوکیشن کیساتھ ساتھ ہمیں ہر ڈسٹرکٹ میں بلکہ ہر تحصیل لیول پر میں سمجھتا ہوں کہ ووکیشنل انسٹی ٹیوشنز ہونے چاہئیں جو لوگوں کو ترکان کا کام، الیکٹریشن کا کام، 'پلمبنگ' کا کام، یہ کام سکھائیں۔ آجکل ہمارے لوگ باہر جاتے ہیں، سعودی عرب میں، دیگر ممالک میں جاتے ہیں اور مزدوری کر کے اچھے پیسے کما کے پاکستان بھیجتے ہیں، یہ فارن ایکسچینج کا میں سمجھتا ہوں ایک بہترین ذریعہ ہے، تو اس کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ ہیومن ریسورس کو ڈیویلپ کرنا اور ووکیشنل انسٹی ٹیوشنز کو ڈیویلپ کرنا بہت ضروری ہے تاکہ لوگ تعلیم کیساتھ ساتھ روزگار کی بات بھی کریں۔ جناب سپیکر، ایک پوائنٹ میرے ذہن سے رہ گیا، اس کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے میں جناب سپیکر، ایک جنگل ہے منڈا اگھا، منڈا اگھا کا علاقہ ہے، دیولی اس کا نام ہے، وہاں کے 'دیار' میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے صوبے کے Finest 'دیار' ہیں اور میں گزارش کرونگا، آنریبل چیف منسٹر صاحب بیٹھے ہیں کہ اپنے طور پر ایک انسپکشن ٹیم بنا کے Honest officers کی بھیجیں اور وہاں دیکھیں کہ وہاں جنگلات کیساتھ کیا ظلم کیا گیا ہے؟ میں کہتا ہوں جنگلات کاٹے نہیں گئے ہیں، وہاں پر نسل کشی کی گئی ہے درختوں کی۔ یہ 'لاسٹ' گورنمنٹ میں بھی میں نے بہت درخواستیں دیں، بہت کچھ کیا لیکن افسوس کیساتھ کہتا ہوں کہ وہ اوپر سے نیچے تک معاملہ ایک تھا، وہ بات نہیں ہو سکی۔ اس دفعہ ہم امید رکھتے ہیں کہ ایک فوری ایکشن اس پر ہو گا اور وہ جگہ ملاحظہ کی جائے گی اور اس کے اوپر جو ذمہ وار لوگ ہیں، ان کو مورد الزام ٹھہرایا جائے گا۔ جناب سپیکر، ایک گزارش میں ایجوکیشن کے حوالے سے کروں، یہ ہمارے ہاں زلزلہ آیا 2005 کا، زلزلہ آیا، 'ایرا' بھی بنی، 'پیرا' بھی بنی، پھر ہیرا بھی ہو گئی، پیرا بھی ہو گئی، سارے معاملات ختم ہو گئے، بڑے دکھ کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ہاں 1088

سکولز جناب سپیکر، تباہ ہوئے تھے، اس میں سے 621 بنے ہیں، 256 under construction ہیں اور اس کی ڈیزائننگ ابھی پراسیس میں ہے اور افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ 531 کی کوئی Strategy بھی نہیں ہے اور اس سے بھی بڑے افسوس کی بات یہ ہے کہ کئی سکولز بلکہ بیشتر سکولز جو Demolishable نہیں تھے، ایجوکیشن میں کرپشن کے ذریعے ان کو Demolish able declare کر کے ٹھیکے پر دیئے گئے، لوگوں کو بانٹا گیا، ان کو تقسیم کیا گیا۔

(عصر کی اذان)

جناب وجیہہ الزمان خان: جناب سپیکر! بس میں Conclude کرتا ہوں اپنی اس سپیچ کو۔ اس میں آخری ایک دو پوائنٹ پر ہوں۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ آپ نے رولنگ دی تھی کہ ہر ایک مقرر 20 منٹ سے زیادہ نہیں لے گا کہ جنہوں نے نام بھیجے ہیں تاکہ ان سب کو موقع ملے اور آپ نے طریقہ بھی بتایا ہے۔۔۔۔۔

Mr. Wajeeh uz Zaman Khan: No point

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: نہیں، I know، آپ کی میں نہیں کہہ رہی لیکن میرا مطلب ہے اس کو Follow کرنا چاہیئے Strictly if we want each and every speaker to speak on.

جناب وجیہہ الزمان خان: I am sorry، میں بس۔۔۔۔۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: آپ کے 22 منٹ ہو گئے ماشاءاللہ۔

Mr. Wajeh uz Zaman Khan: Thank you so much.
Ms. Aneesa Zeb Tahirkheli: Thank you.

جناب وجیہہ الزمان خان: جناب سپیکر! میں نے تب بھی اعتراض کیا تھا کہ یہ 'ایرا' میں اتنی بڑی بڑی بلڈنگز بن رہی ہیں، اتنی بڑی بڑی گاڑیاں آ رہی ہیں تو یہ سارا عیاشی کی نذر ہو جائے گا، یہ اس جگہ پر لگے گا نہیں لیکن کسی نے سنی نہیں کیونکہ شاید ان کا ایجنڈا بھی یہ تھا اور وہ TAs بڑھاتے گئے ڈسٹرکٹ کے، پراونشل، اپنا فیڈرل، اتنے TAs بنا دیئے، اتنا اس پر خرچہ کر دیا کہ جگہ پر کچھ بھی نہیں لگا۔ آج بھی ہمارے بچے چھتوں سے محروم ہیں اور آنریبل سی ایم سے گزارش کرونگا، سی ایم صاحب! اگر یہ سب ایک منٹ

میری بات سن لیں، میری گزارش ہے کہ یہ سکولز جو کہ Demolishable نہیں تھے، ان کو گرایا گیا تھا، اس میں اگر ایک انکوائری آپ رکھوا سکیں کہ یہ کیوں گرائے گئے تھے اور ان کو Strategy میں کیوں نہیں ڈالا گیا؟ تو میں آپ کا بڑا مشکور رہونگا۔ باتیں اور بہت ساری ہیں، میری بہن نے جائز اعتراض کیا، میں ان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس طرف توجہ دلائی، میں آپ کا بھی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے برداشت کیا اتنی دیر۔ بہت شکریہ جناب سپیکر۔

(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: ان شاء اللہ نماز کے وقفہ کے بعد باقی جو ہے، 10 منٹ کا وقفہ ہے، ٹائم کا لحاظ رکھیں۔ شکریہ۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی نماز عصر کیلئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور (وزیر قانون): سر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی گنڈاپور صاحب۔

وزیر قانون: تھینک یو سر۔ سر، گزارش یہ ہے کہ رولز آف بزنس کے حوالے سے جو ایجنڈا تقسیم ہوا ہے، وہ چار دنوں کا ہے۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر قانون: جس میں ہماری جو ڈسکشن ہے بجٹ کے حوالے سے، اگر ہم ابھی بھی یہ Decision نہیں لے پاتے کہ آیا دو دن چھٹی ہے یا ہم نے بدستور آنا ہے؟ تو اس میں جی پھر مسئلہ یہ ہوگا کہ فنانس منسٹر صاحب کو 'وائنڈ اپ' سپیچ کرنا ہوگی اور پھر اگر آپ چھٹی اناؤنس بھی کرلیں تو یہ جو آپ کے چار دن ہیں، یہ پھر چلے جائیں گے Monday اور Tuesday کو اور ساتھ ساتھ جو Mandatory Schedule ہے سر، وہ پھر اس سے Affect ہوگا۔ تو میری تو سر، یہ گزارش ہوگی کہ فنانس منسٹر صاحب سے بھی بات ہوئی ہے، وہ بھی سپیچ کے حوالے سے Ready ہیں 'وائنڈ اپ' کرنے کیلئے اور اگر کوئی اس

پر مزید بولنا چاہے تو اپوزیشن کی طرف سے ایک دو نام دیدیں تاکہ ہم پھر اس پر Decision لے سکیں کہ آیا جو اگلے دو دن ہیں، یہ چھٹی ہو گی یا پھر Working days ہونگے؟ تھینک یو۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> تھینک یو۔ یہ بہت سارے معزز اراکین نے بولا ہے، انہوں نے بولا ہے، باقی جو کچھ ممبران نے بولا ہے تقریباً، پورے اپوزیشن کے ممبران سارے نہیں بولے، گورنمنٹ کی طرف سے بھی شاید کوئی ممبر بولنا چاہے تو میری Suggestion یہی ہے کہ کل اگر اس کو جاری رکھیں، Morning میں جاری رکھا جائے تو بہتر ہو گا اور پرسوں اتوار کو اگر چھٹی کر لیں تو اسی حساب سے کافی لوگ اس بجٹ کے اوپر بحث کریں گے اور جو Mandatory دن ہیں، وہ بھی کافی حد تک Recover ہو سکتے ہیں۔

<u>جناب شاہ حسین خان:</u> جناب سپیکر!

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> جی۔

<u>جناب شاہ حسین خان:</u> جی کورم کی نشاندہی کرتا ہوں کہ کورم پورا نہیں ہے۔

(شور)

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> دو منٹ کیلئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ گھنٹیاں بجائی گئیں)

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> ھی بس پورہ شو۔ جی آپ نشتوں پر بیٹھ جائیں، کورم 'کمپلیٹ' ہو گیا جی۔ سردار اورنگزیب صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اپنی سپیچ جاری رکھیں۔ سردار اورنگزیب۔

<u>سردار اورنگزیب نلوٹھا:</u> شکریہ جناب سپیکر، میں مشکور ہوں آپ کا کہ آپ نے مجھے 2013 کے بجٹ پر اپنی بات کرنے کی اجازت دی۔ جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ ہر حکومت ہر سال اپنے صوبے کے عوام کی مشکلات، مسائل اور ان کی تکالیف کو مدنظر رکھتے ہوئے اسمبلی میں بجٹ پیش کرتی ہے اور اسی حوالے سے یہ بجٹ پیش کیا گیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے صوبے کے عوام کو جو Main مسائل درپیش ہیں، سب سے بڑا مسئلہ دہشتگردی کا ہے اور پھر لوڈشیڈنگ کا ہے اور پھر کرپشن کا مسئلہ ہے اس صوبے کا، تو صوبائی حکومت غالباً ان تینوں بڑے مسائل پر اگر قابو پا لیتی ہے تو یقیناً صوبے کے عوام کی مشکلات کا ازالہ ہو سکتا

ہے۔ جناب سپیکر صاحب، جو مینڈیٹ تحریک انصاف کی گورنمنٹ کو ملا ہے اور اسی مینڈیٹ کو مد نظر رکھتے ہوئے مرکزی حکومت نے پہلے دن فیصلہ کیا تھا اور اس فیصلے کے مطابق انہوں نے تحریک انصاف کو صوبائی حکومت بنانے کی دعوت دی۔ ابھی مجھے بڑا افسوس ہوا، شوکت صاحب جو کہہ رہے تھے دہشتگردی کے حوالے سے کہ صوبائی حکومت تو یہ ضرور ختم کر سکتی ہے اور اس کی پالیسیاں تبدیل کر سکتی ہے مرکزی حکومت اگر ساتھ دے، میں صوبائی حکومت کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ صوبے کے یہ تین بڑے مسئلے حل کریں، لوگوں نے آپ کو مینڈیٹ دیا ہے، لوگوں نے اپنے مسائل حل کرنے کیلئے آپ کو یہ موقع فراہم کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ بڑا اور طاقتور صوبے کا وزیر اعلیٰ آپ کا ہے، حکومت آپ کی ہے، آپ آگے آئیں، آپ پالیسیاں تبدیل کریں، لوگوں کے مسائل حل کریں، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مرکزی گورنمنٹ آپ کو 110 فیصد سپورٹ کرے گی لیکن اگر آپ اپنی ذمہ داری اٹھا کے مرکز پر ڈال لیں گے، مرکز آپ پر ڈالے گا تو صوبے کے عوام یہ بات ماننے کیلئے قطعاً تیار نہیں ہونگے۔ جناب سپیکر، میں یہ سمجھتا ہوں اور میں نے پچھلی حکومت میں بھی یہ کہا تھا کہ یہ جنگ امریکہ کی تھی، جو ہم نے ڈالروں کے عوض اپنے اوپر آکے مسلط کی اور یقیناً ہمارے 50 ہزار سے زیادہ بھائی بہنیں بچے شہید ہوئے۔ ابھی یہ چند دن ہوئے ہیں اس حکومت کو بنے اور ان چند دنوں میں ہمارے دو معزز اس ایوان کے ممبران دہشتگردی کی نذر ہو گئے، اگر یہی سلسلہ چلتا رہا تو 5 سالوں میں میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کا ایک ممبر بھی باقی نہیں بچے گا۔۔۔۔

<u>ایک رکن:</u> خدا نہ کرے۔

<u>سردار اورنگزیب نلوٹھا:</u> خدا نہ کرے۔ جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ یہ امریکہ نواز پالیسیاں اگر حکومت ختم کر دے تو 50 فیصد دہشتگردی Automatically اس صوبے سے ختم ہو سکتی ہے۔ چونکہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بم دھماکے کرنے میں 50 فیصد ان لوگوں کا ہاتھ ہے جن کا اس ملک سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں صوبائی حکومت سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ پالیسیوں کو تبدیل کریں جو آپ بہتر سمجھتے ہیں صوبے کی بہتری کیلئے، دہشتگردی کو ختم کرنے کیلئے کوئی بھی آپ کو ان شاء اللہ نہیں روکے گا، مرکزی گورنمنٹ آپ کو 100 فیصد سپورٹ کرے گی۔ دوسرا بڑا مسئلہ لوڈشیڈنگ کا ہے اس صوبے کا۔ جناب سپیکر، یہ صوبہ بجلی پیدا کرنے میں سب سے اہم Role ادا کرتا ہے جو پورے ملک کو سپلائی ہوتی ہے۔ صوبائی

حکومت طاقت پیدا کرے اپنے اندر اور بجلی جو ہم پیدا کرتے ہیں، آپ یہ فیصلہ کریں کہ اس وقت یہ ہم دوسرے صوبوں کو سپلائی کریں گے جب ہماری ضرورت پوری کرے گی تو لوڈشیڈنگ ختم ہو سکتی ہے، ہم آپ کیساتھ ہیں، ہم بھرپور آپ کیساتھ تعاون کریں گے لیکن آپ اپنے اندر طاقت ڈالیں اور طاقت ڈال کر فیصلے کریں آپ۔ تیسرا مسئلہ دہشگردی کا ہے، اس کیلئے آپ پالیسیاں بنائیں، کرپشن کا ہے، جس طرح ابھی وجیہہ الزمان خان نے کہا کہ 18 percent کمیشن ہے اس صوبے کے مختلف محکموں میں، تقسیم ہو رہا ہے، 40 percent تک پہنچ گیا ہے تو جناب سپیکر، جب تک یہ چیزیں ختم نہیں ہونگی تو پھر کرپشن کا کس طرح خاتمہ ہوگا؟ جناب سپیکر، میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہزارہ، میرا تعلق ہزارہ ڈویژن سے ہے، اس بجٹ میں، ایک تو ابھی تک فنانس منسٹر صاحب اپنی سیٹ پر نہیں ہیں تو ہم یہ جو باتیں کر رہے ہیں، اپنی تجاویز دے رہے ہیں، یہ کون جناب سپیکر، نوٹ کر رہا ہے؟ جناب سپیکر، ہزارہ ڈویژن اس صوبے کا حصہ ہے، اگر نہیں ہے تو ہمیں بتایا جائے، چونکہ ہزارہ ڈویژن کیلئے اس بجٹ میں کوئی خاطر خواہ میگا پراجیکٹ نہیں رکھا گیا بلکہ جو تقسیم کی گئی ہے، وسائل کی تقسیم کی گئی ہے، اس میں ہزارہ ڈویژن کو یکسر نظر انداز کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر، اس سے پہلے بھی ہزارہ کے اندر ایک تحریک چلی تھی اور غالباً اگر اس طرح ہزارہ کے لوگوں کی حق تلفی کی جاتی رہی تو اس تحریک کو بھی تقویت ملے گی اور اس تحریک کے چلانے میں جو لوگ-----

(قطع کلامی)

سردار اورنگزیب نلوٹھا: میں یہ سمجھتا ہوں جناب سپیکر صاحب، یہ حکومت اس سے-----

وزیر قانون: سر! میرے خیال میں ان کو رولز پڑھ کے آنا چاہیئے، Collective responsibility ہے۔ سر، میرے Notes اگر انہوں نے لینے ہیں تو پھر میرے خیال میں وہاں سے بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حاجی صاحب بھی دوسری بار پارلیمنٹ میں آرہے ہیں، اگر یہ رولز کو نہیں سمجھتے، میری گزارش ہوگی، آپ نے مجھے فلور دیا ہے، مہربانی کرکے اونچا بولنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ یہ ٹھیک بول رہے ہیں، میری یہ گزارش ہوگی، بڑی عمر کے بندے ہیں اور یہ کوئی طریقہ نہیں ہے، ہم ان کی کافی Respect کرتے ہیں تو یہ رولز پڑھ کے آئیں سر۔ تھینک یو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آپ-----

سردار اورنگزیب نلوٹھا: جناب سپیکر! حکومت کی تو یہ حالت ہے کہ فنانس منسٹر صاحب ہماری تجاویز سننے کیلئے بھی تیار نہیں ہیں اور اسرار اللہ خان صاحب فرضی طور پر ان کی جگہ پر تجاویز نوٹ کر رہے ہیں تو پھر یہ بتائیں کہ حکومت کتنی Serious ہے اس بجٹ تجاویز۔۔۔۔۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! ہم Notes لے رہے ہیں اور سر، ہماری یہ بھی کوشش ہے کہ روایات کو اس حوالے سے بدلا جائے کہ وہاں سے ایک تقریر کرے اور ہم یہاں سے فوراً جواب دیں لیکن اگر یہ طریقہ رہا کہ آپ بات بات پر ٹوکیں گے تو پھر ہمیں رولز کا حوالہ دینا ہوگا۔ رولز کے تحت بھی ہم Collectively responsible ہیں اور آپ کی جو باتیں ہیں، فنانس منسٹر صاحب اس کا جواب دینگے اور اگر وہ نہ ہوئے تو کوئی اور منسٹر دے گا۔ آپ کی جو تجاویز آئی ہیں، ان شاءاللہ ہم ان کو نوٹ کر رہے ہیں اور جو بھی گورنمنٹ کے بس میں ہوگا، ان شاءاللہ ہم آپ کو اس کا بھرپور جواب دینگے۔ تھینک یو۔

Mr. Deputy Speaker: Ji, carry on.

سردار اورنگزیب نلوٹھا: جناب سپیکر صاحب، کل ہمارے قائد سردار مہتاب صاحب نے بھی یہاں پہ یہ بات کی تھی کہ صوبے کے وسائل صوبے کے عوام کے وسائل ہیں اور وہ منصفانہ تقسیم کئے جائیں، ان کے اوپر ایک کمیشن تشکیل دیا جائے جو ان وسائل کو برابری کی سطح پر تقسیم کرے۔ تو میں بات کر رہا تھا ہزارہ ڈویژن کی، ہزارہ ڈویژن کیلئے کوئی خاطر خواہ منصوبہ نہیں رکھا گیا، نہ ہی ہمیں وہ حصہ دیا گیا ہے جس کے ہم حقدار تھے اور میں بات کر رہا تھا کہ جو تحریک چلی تھی، احساس محرومی کی وجہ سے وہ تحریک ہزارہ ڈویژن کی چلی تھی اور اس میں وہ لوگ پیش پیش تھے جو آج اس حکومت کے وزیر بھی ہیں، مشیر بھی ہیں اور بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ میں حیران ہوں کہ انہوں نے ہزارہ کیلئے اس بجٹ میں کیوں کچھ نہیں رکھا اور میں سمجھتا ہوں کہ جو تحریک پہلے ایک مقصد کیلئے چلی تھی، اب وہ تحریک ان وزراء اور مشیروں کے خلاف چلے گی۔ اگر انہوں نے ہزارہ کے حقوق ہزارہ تک نہ پہنچائے اور ہزارہ کے عوام کے حقوق کی بات انہوں نے نہ کی تو میں توقع رکھتا ہوں کہ یہ اس منصفانہ تقسیم اور ہزارہ کے حقوق کیلئے حکومت سے لڑیں گے، اپنے حقوق ہزارہ تک پہنچائیں گے اور اگر نہ پہنچا سکیں تو میرے خیال کے مطابق یہ خود وزیر اور مشیروں کے عہدوں سے مستعفی ہو جائیں گے۔ جناب سپیکر صاحب، یہ جو Change ہم سمجھتے تھے صحیح معنوں میں کہ یہ حکومت لائیگی، اس میں جو ہم نے دیکھا، اس سے پہلے بھی امبریلا بجٹ پیش ہوتا تھا، اس حکومت نے بھی

امبریلا بجٹ پیش کیا جو ممبران کو اپنے قبضے میں رکھنے کیلئے میرے خیال کے مطابق ہم یہ سمجھتے تھے کہ پرویز خٹک صاحب امبریلا بجٹ پیش کرنے کی بجائے سکیمیں ممبران میں تقسیم کرینگے اور منصفانہ تقسیم کرینگے اور بجائے اس کے کہ ممبران کیلئے جو ٹی ایس پی فنڈ دو دو کروڑ روپے سابقہ حکومتوں میں رکھا جاتا تھا، ہر ممبر اپنے اپنے حلقے کے عوام کے چھوٹے موٹے مسائل اس ٹی ایس پی فنڈ سے حل کرتا تھا اور لوگوں کو مطمئن کرتا تھا۔ ہم یہ توقع رکھتے تھے کہ اس ٹی ایس پی فنڈ کو بڑھا کر 3 کروڑ روپے یا 4 کروڑ روپے تک کر دیا جائے گا لیکن سرے سے ٹی ایس پی فنڈ ختم کیا گیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے تمام ممبران کیساتھ یہ زیادتی کی گئی ہے اور ان کی حق تلفی کی گئی ہے اور میں یہ مطالبہ کرتا ہوں حکومت سے کہ ٹی ایس پی فنڈ کو دوبارہ بحال کیا جائے اور ان تمام ممبران کو ٹی ایس پی فنڈ ان کے حلقوں میں، لوگوں کے مسائل حل کرنے کیلئے ٹی ایس پی فنڈ دیا جائے۔ فنانس منسٹر صاحب آ گئے ہیں، فنانس منسٹر صاحب نے جو تعلیمی پالیسی دی ہے اور ایمر جنسی کے حوالے سے انہوں نے جو بات کی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یکساں تعلیمی نظام جو انہوں نے دیا، میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صوبے میں یہ لاگو کرنے کی توفیق عطا فرمائے لیکن میں یہ مطالبہ کروں گا فنانس منسٹر صاحب سے اور تجویز بھی دوں گا ان کو کہ جناب فنانس منسٹر صاحب! پرائمری سکولوں کے اندر خصوصی طور پر بلکہ مڈل سکولوں کے اندر، باقی تو دور کی بات ہے تبدیلی لانا، اب بھی بچے ٹاٹ پر نہیں بیٹھے ہوئے ہیں؟ آپ جا کر پرائمری سرکاری سکولوں کا دورہ کریں، وہ زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ہمارے ہزارہ ڈویژن میں تو چھتیں بھی سکولوں کی گرادی گئی ہیں، یعنی 'ایرا' اور 'پیرا' والوں نے سکولوں کی بلڈ نگز گرا کر بچوں کو کھلے آسمان کے نیچے بیٹھنے پر مجبور کر دیا، تو وہاں پہ پہلی Priority پرائمری سے لیکر ہائی سکولوں تک بچوں کو فرنیچر فراہم کریں تاکہ ان کے اندر احساس کمتری جو آپ دور کرنا چاہتے ہیں، وہ کم از کم دور ہو اور دوسری بات یہ ہے کہ جس چیز کا صرف آپ سے اور آپ کے محکمے سے تعلق ہے، 10 سالوں سے، تقریباً 5 سالوں سے یا کچھ 3 سالوں سے ہائی، پرائمری اور مڈل سکولوں کی بلڈ نگز بنی ہوئی ہیں اور سٹاف وہاں پر نہ پہنچنے کی وجہ سے ان بلڈ نگز کے اندر مال مویشی لوگوں نے باندھ لیے ہیں اور ان کے اوپر قبضے کر لیے ہیں، تو میں یہ توقع رکھتا ہوں آپ سے کہ فوری نوٹس لیں گے اور جتنے سکولوں کی بلڈ نگز صوبے کے اندر، میرے اپنے حلقے میں 12 سکولز ہیں۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹائم کا ذرا لحاظ رکھیں جی، شکریہ۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ذرا ٹائم کا لحاظ رکھیں جی، بہت سارے ممبران رہتے ہیں۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: اچھا جی، بس میں صرف ایک منٹ، ایک منٹ، میں ایک پوائنٹ پر بات کروں گا۔ تو ان سکولوں کے اندر فوری طور پر آپ سٹاف جو ہے، چاہے وہ پرائمری سکولز ہیں، مڈل سکولز ہیں، ہائی سکولز ہیں اور میری یہ درخواست ہو گی کہ جس بلڈنگ کے اوپر 75% کام مکمل ہو جائے، وہاں پہ فنانس والوں کو آپ ہدایت کریں کہ کم از کم چوکیدار کی پوسٹ وہ منظور کر لیں تاکہ سکول کی بلڈنگ کی حفاظت ہو جائے، وہ تباہی سے بچ جائے اور اس کے علاوہ جناب، میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ ہیلتھ کی جو ہسپتالیں، بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز بنی ہوئی ہیں، ان کے اندر بھی 3، 4 سالوں سے اس وقت تک سٹاف تعینات نہیں ہوا ہے، وہاں پر بھی آپ فوری طور پر نوٹس لیں اور ان ہسپتالوں میں بھی آپ عملہ فوری طور پر تعینات کریں۔ بڑی مہربانی، شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب گل صاحب خان خٹک صاحب۔

جناب گل صاحب خان: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ۔ Janab Speaker Sahib, I would like to draw your attention towards a very sensitive and what we call it a very important issue. جناب سپیکر صاحب، وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ صوبے کے اندر جلد از جلد ایک تیل صاف کرنے والی ریفائنری قائم کی جائے گی جس کی یومیہ پیداوار 40 ہزار بیرل ہو گی۔ اس سلسلے میں پاکستان سٹیٹ آئل کیساتھ دستاویزی یاداشت پر دستخط کئے جا چکے ہیں اور جلد ہی ضلع کوہاٹ میں Feasibility کے بعد ریفائنری کی تعمیر شروع کی جائے گی۔ جناب سپیکر صاحب، میں آپ پر اور اس پورے ایوان پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ضلع کرک وہ ضلع ہے جو پورے صوبے میں سب سے زیادہ تیل اور گیس کے ذخائر رکھتا ہے اور 75 percent پروڈکشن ضلع کرک سے ہوتی ہے جبکہ 22 percent پروڈکشن ضلع کوہاٹ سے اور 3 percent پروڈکشن ضلع ہنگو سے ہوتی ہے اور کوہاٹ کی 22 percent پروڈکشن میں سے تقریباً 80 percent پروڈکشن شکر درہ دیتی ہے لیکن یہاں پر انہوں نے، یہ

فیصلہ جو ہے، یہ تقریباً عبوری حکومت، نگران حکومت کے دور میں کیا گیا اور چند لوگوں کی ذاتی مفاد کی بنیاد پر یہ فیصلہ کیا گیا جو کرک کے عوام کیساتھ سراسر ظلم ہے۔ (تالیاں) جناب سپیکر صاحب، میں آپ کو بتاتا چلوں کہ انٹرنیشنل لاء ہے، بین الاقوامی اصول اور قوانین ہیں کہ جب بھی آپ یہ ریفائنری قائم کرینگے تو اس جگہ پر کرینگے جہاں تیل اور گیس کے کنوئیں ہوں، Wells ہوں تاکہ اس پر اخراجات بھی کم آئیں، خرچہ بھی کم آئے اور وہاں کے مقامی لوگ روزگار سے اور باقیماندہ اس کے فائدوں سے مستفید ہو سکیں لیکن یہاں فیصلہ بالکل برعکس کیا گیا۔ جناب سپیکر صاحب، اس سلسلے میں Constitutional petition میں سپریم کورٹ نے ایک فیصلہ دیا ہے، Constitutional petition No. 30، سال 2013 بعنوان "Khwaja Muhammad Asif vs Federation of Pakistan"، فیصلہ شدہ تاریخ 12-06-2013 میں فیصلہ صادر فرمایا ہے کہ نگران حکومت کے پاس یہ مینڈیٹ اور یہ اختیار ہی نہیں ہے کہ وہ میگا پراجیکٹس یا Policy making کے حوالے سے کوئی فیصلہ کر سکے۔ Once again, I would like to invite your attention towards the relevant portion of this judgment Janab Speaker! that the orders relating to the policy making can not be passed by the Caretaker Government، یہ Judgment میرے ہاتھ میں موجود ہے، سپریم کورٹ نے اس کو کالعدم قرار دیا ہوا ہے۔ جناب سپیکر، یہاں میں ایک چیز کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ فیصلہ ایک انتہائی Sensitive issue ہے اور اس کو انتہائی سنجیدگی سے لینا چاہیئے، یہ دو قوموں کو آپس میں لڑانے کا، یہ تعصبی شکل اس چیز کو دی گئی ہے، اس پر غور کیا جائے اور سپریم کورٹ کے اس فیصلے کو جس میں سپریم کورٹ نے کالعدم قرار دیا ہے، آپ سے اور وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا سے میں اپیل کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ اس فیصلے کو واپس لیا جائے اور اس کو کالعدم کیا جائے اور اس کی صحیح جگہ کے تعین کیلئے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے، پارلیمانی کمیٹی، ایم پی ایز سے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو منصفانہ اور غیر جانبدارانہ اور دیانتدارانہ طور پر اس کا فیصلہ کر سکے، جگہ کا تعین کر سکے اور عوام کی عین خواہشات کے مطابق اس ریفائنری کا قیام عمل میں لایا جا سکے۔ جناب سپیکر، میرے قائد محترم جناب عمران خان صاحب نے دو تین دن پہلے اسمبلی فلور پر خطاب کیا اور کہا کہ یہ مسائل جو جنم لیتے ہیں، ان کی بنیادی وجہ جو ہے، یہ ایک غلط فیصلہ اور ناانصافیاں ہیں کہ جس کی بناء پر آج ہم اس صوبے

میں ایک انتہائی غیر یقینی امن وامان کی صورتحال سے گزر رہے ہیں۔ لوگوں کے سربوریوں میں آرہے ہیں، یہ جو بھی ماحول بنا ہوا ہے، یہ صرف اور صرف ان غلط فیصلوں کی (وجہ سے)، اگر ہم ان کی وجوہات معلوم کرنے کی کوشش کریں اور وجوہات معلوم کرنے جائیں تو یہ فیصلے ہمارے سامنے آتے ہیں اور انہی فیصلوں کی وجہ سے، ناانصافیوں کی وجہ سے ہم بنگلہ دیش کھو چکے ہے اور بلوچستان کے حالات بھی ہمارے سامنے ہیں۔ اگر اس میں انصاف نہ کیا گیا تو شکر درہ اور ضلع کرک کے عوام سڑکوں پر ہونگے اور پھر اس کو کنٹرول کرنا نہ میرے بس کی بات ہے اور نہ پھر اس حکومت کے بس کی بات ہے۔ 10 لاکھ لوگ سڑکوں پر آئیں گے اور اگر ایک دن یہ پروڈکشن اور یہ سپلائی بند ہوگئی تو 40 کروڑ روپے کا نقصان اس ملک کو ہوگا۔ خدارا ضلع کرک کو دوسرا ڈیرہ بگٹی نہ بنایا جائے اور ان ناانصافیوں کو بند کیا جائے۔ (تالیاں) اور دوسری یہ بات ہے کہ برداشت کی ایک Limit ہوتی ہے، ضلع کرک سے ہمیشہ جو ہے ناایسا سلوک کیا گیا ہے، انفراسٹرکچر میرا تباہ ہو رہا ہے، ملٹی نیشنل کمپنی ضلع کرک میں کام کر رہی ہے، MOL، OGDC، روڈز میرے تباہ ہوگئے ہیں اور روڈز کہیں اور بن رہے ہیں۔ 75 percent پروڈکشن میں دے رہا ہوں، یونیورسٹیاں کہیں اور بن رہی ہیں۔ مجھے ایک ڈرامائی یونیورسٹی دی گئی، مجھے کہا گیا کہ آپ اس یونیورسٹی کو اپنی جیب کے پیسوں سے، رائلٹی کے پیسوں سے بناؤ۔ جناب سپیکر صاحب، میں پوچھتا ہوں کہ کوئی ایک بھی مثال اس صوبے میں مجھے دی جائے کہ جو یونیورسٹی Sugarcane cess والی ہو یا کوئی یونیورسٹی جو ہے Tobacco cess والی ہو یا کسی رائلٹی سے بنی ہو، میرے ساتھ یہ سلوک کیوں ہو رہا ہے؟ (تالیاں) دوسرا جناب سپیکر صاحب، میں ایک اہم بات آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں۔ ضلع کرک کے پانی کی سطح نیچے جا رہی ہے، بیماریاں میرے ضلع کے اندر پھیل رہی ہیں تیل اور گیس کی وجہ سے اور 'ڈرنکنگ' واٹر کی سکیمیں کہیں اور بن رہی ہیں۔ (تالیاں) جناب سپیکر صاحب، انصاف ہونا چاہیئے، یہ برداشت سے باہر ہے۔

ے اتنا ٹوٹا ہوں کہ چھونے سے بکھر جاؤں گا اب اگر اور دوا دو گے تو مر جاؤں گا

(تالیاں)

شکریہ جناب سپیکر صاحب۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: جناب شاہ حسین صاحب۔

جناب شاہ حسین خان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ سپیکر صاحب، دے خټک صاحب خو دومره جذباتی خبرې وکړې چې د دې نه وروستو زما په یقین سره چې په دې هال کښې څوک خبرې کوی نو هغه به نه په دې هال کښې په چا لګی او نه په دې پریس ګیلرئ کښې چې کوم کسان ناست دی، په هغوی به لګی۔ ډیره مهربانی جناب سپیکر صاحب چې تاسو ما له په بجټ 2013-14 باندې د خبرو کولو موقع راکړله۔ پرون او نن هم زمونږ محترمو وروڼو مشرانو په دې بجټ باندې ډیرې ښائسته ښکلې خبرې وکړلې خو لږه یو مسئله پکښې دا ده چې چونکه ټائم کم دے او مونږه د خپل بجټ تقریر په زیاته حصه په امن و امان باندې خبرې وکړلې، پکار دا ده چې د بجټ د اجلاس نه وروستو چې بیا کوم اجلاس راغوښتے کیږی نو په هغې کښې به امن و امان خبره به کیږی، هغه نورې چې کومې مسئلې دی، پینځه کاله دی ان شاء الله تعالیٰ، نمبر نمبر سره به کوؤ خو دا ننئ خبره چې ده، دا صرف د بجټ حوالې سره ده۔ جناب سپیکر صاحب، یو متل دے هغه ما تیر ځل بجټ تقریر کښې هم کړے وو خو چونکه دا ایم پی ایز صاحبان څه پکښې نوی راغلی دی نو د دوئ د دلچسپئ د پاره او د دې بجټ د ټولې خلاصې د پاره هغه متل پوره دے۔ داسې وشوه جی چې په دې پنجاب کښې به چې مړے وشو نو دا رواج وو یا قانون وو چې د هغه مړی د درانوی د پاره چې دا مړے دروند پرې وښکاری نو هلته کښې به ئے په کرایه باندې زنانه راوستلې د ژړا د پاره، هغوی ته به ئے ویرګرې وئیلې۔ هغه ویرګرې به چې راغلې هغې متعلقه کورته نو د هغه کور زنانه یا سړی نور به ناست وو، دا ویرګرې به هغه کټ سره کښیناستلې او هغه مړی ته به ئے ژړل۔ یو سړے وسوزیدو، چې وسوزیدو نو هغه ویرګرې چې کله راغلې، د مړی د مخ نه ئے چې څادر لرې کړو نو ژاړی نه، د کور زنانوؤ ترینه تپوس وکړو، سړو ترینه تپوس وکړو چې تاسو ته خو مونږه کرایه درکړې ده، تاسو ژاړئ ولې نه؟ هغوی وئیل چې مونږ چې ژاړو نو مونږه خو د هغه مړی نه چې څادر لرې کړو نو ورته اووایو چې یره ستا سترګې ښائسته وې نو په ژړا شو یا ورته وایو چې ستا دا مخ ښائسته وو نو په ژړا شو، کله وایو چې ستا دا ویښته ښائسته وو نو په ژړا شو، دا خو سکورے شوے دے، سوے دے نو د ده مونږ کوم کوم ځائے ته وژاړو۔ دا داسې بجټ پیش شوے دے جی چې د دې که

مونږه زراعت ته وزاړو، د دې مونږ تعلیم ته وزاړو، د دې مونږ صحت ته وزاړو، د دې مونږ سرکونه ته وزاړو، د دې مونږ محرومئ ته وزاړو او د دې مونږ د پسمانده ضلعو د پسماندګئ د نور زیاتولو ته وزاړو؟ بهرحال دا بجټ چې دے، دا چونکه حکومت راغے او دا تقریباً د دوئ او د بجټ مینځ کښې بیا څه د میاشتې نه کم ټائم وو نو په دې کم ټائم کښې، بیا دا بجټ خو ټول عمر زما یقین سره بیوروکریسی تیار کړے دے خو دې ځل غالباً د حکومت نه چا په یوه خبره کښې تپوس نه دے کړے۔ ټول حجم د دې بجټ چې دے، دا 344 ارب روپئ دے جی او په دیکښې اخراجات ئے هم دغه هومره ښودلی دی۔ زه نه پوهیږمه چې دا حساب چا کړے دے چې د دې ټول حجم، د دې آمدن او اخراجات دا 344 ارب روپئ دی، دیکښې نه یوه روپئ کمه شوې ده او نه یوه روپئ زیاته شوې ده خو چې څومره به راځی دغه هومره به خرچه کیږی، ډیر د کمال حساب ئے کړے دے، هر څوک چې وو۔ د مرکزی ټیکس په مد کښې چې کوم محصولات راځی، هغه 198 ارب 26 کروړ 93 لاکھ روپئ دی، په دې بجټ تقریر کښې دا نه دی وئیلې شوی چې دا پیسې په څومره قسطونو کښې راغلی دی او مخکښې باقیمانده چې راځی، دا به په څومره قسطونو کښې راځی؟ کله به راځی او چې راځی نو په هر یو قسط کښې به د دې د پاره څومره څومره پیسې ایښودلې کیږی؟ دا ذکر پکښې دومره نشته۔ د بدامنئ خلاف د جنګ په سلسله کښې چې کوم 3 ارب 82 کروړ 34 لاکھ روپو د ملاویدو امکان دے، اوس که دا پیسې راغلې خو ټهیک ده، که دا پیسې رانغلې، هغه یو سړی ته بل وئیل چې که زه مړ شومه او زه جنت ته لاړم خو ټهیک ده خو که زه مړ شومه او دوزخ ته لاړمه نو بیا

واه واه، (قهقهه) که دا پیسې راغلې د بدامنئ خلاف جنګ والا نو خو ټهیک ده او که دا رانغلې نو بیا به مونږ خپل دا کوم بجټ چې جوړ کړے دے ترقیاتی کارونو د پاره، بیا به مونږ په دیکښې کټوتی کوؤ یا به د تعلیم او د صحت چې دا دومره پیسې ورله مونږ مختص کړې دی هغه کارونو له، بیا د دې ترقیاتی کارونو نه شا ته کیږو۔ د جنرل سیلز ټیکس په مد کښې دوئ شپږ اربه روپئ ایښودې دی، ټهیک ده خو د دې سره ئے بیا دا وئیلی دی چې د دې امکان دے نو د جنرل سیلز ټیکس په دې شپږو اربو روپو کښې بیا امکان ولې

راغے ؟ نو په دیکښې ترې هم خطائی شوې ده۔ بیا جی ټوټل زمونږ دا صوبائی محاصل چې دی، هغه 10 ارب 92 کروړ 5 لاکھ 19 هزار روپئ دی، باقی چې څومره دی، هغه امکاناتو کښې دی نو لهذا دې بجټ ته به مونږ د امکاناتو بجټ اووایو یا به ورته د توقعاتو بجټ اووایو خو د دې صوبې د غریب عوامو د دې حکومت نه کم ازکم دا توقع وه چې دا مونږ د یو Change د پاره ووټ ورکړے دے، د یوې تبدیلئ د پاره ووټ ورکړے دے۔ په دې اولنی بجټ کښې دا لازمی نه وه چې هغه ټوله تبدیلی په نظر راغلی وے خو کم از کم د هغې یو جهلک پکار وو چې هغه د دې صوبې عوامو محسوس کړے وے نو خیر دے دا درې څلور کاله به ئے بیا نور هم انتظار کولو بهرحال د هغې ابتداء هم د دې بجټ نه ونه شوله۔ د بجلئ خالص منافعې په مد کښې دوئ وائی شپږ اربه روپئ به ملاویږی، دا خو هر کال ملاویږی او تیر حکومتونو ته هم ملاؤ شوې دی، دوئ ته به هم ملاؤ شی، باقیمانده 25 ارب روپئ دوئ بقایاجات ښودلی دی چې د دې د ملاویدو توقع ده، د 2002 نه تر 2012 پورې خو دا ملاؤ نه شولې، پته نشته چې دوئ به څه طریقه کار کوی چې دا 25 اربه روپئ به دوئ، مونږ کوشش کوؤ او دا به راوړو حالانکه د دې د سره امکان نشته، مرکزی حکومت په دې باندې د اولې ورځې نه پښه ایښې ده، تر نن ورځې پورې پرې پرته ده جی۔ دې گل صاحب خټک چې کومه خبره کړې ده، لږ به هغه طرف ته راشو جی۔ زمونږ په دې بټګرام ضلع کښې د الائی خوړ ډیم په نوم باندې یو ډیم دے، داسې په شانګله کښې خان خوړ ډیم دے او داسې په کوهستان کښې دبیر خوړ ډیم دے، د دې ټولو نه، د یو نه 121 میګاواټ بجلی، د بل نه 87 او د بل نه د 120 نه زیاته میګاواټ بجلی پیدا کیږی، څنګه چې د کرک یا د جنوبی اضلاع د خلقو د پاره د بجلئ د تیل په مد کښې رائلټی ملاویږی 10 فیصد، پکار دا ده چې دغه ډیمونه چې په کومو کومو ضلعو کښې دی، بټګرام، کوهستان او شانګله، د دې خلقو ته د هم دا رائلټی ملاؤ شی او دغه مقامی خلقو ته د په ارزان نرخ باندې بجلی هم ملاؤ شی۔ دا زما یو تجویز دے صوبائی حکومت ته ځکه چې مونږه دا غواړو چې لکه مخکښینئ شانتې داسې ونه شی چې امدن یو څوک پیدا کوی او خرچه کیږی بیا په بل ځائے باندې۔ کوم خلق چې قربانی ورکوی، د کومو خلقو چې پیداوار دے، پکار دا ده

چې هغه پیسې د هغه ځائے په خلقو باندې خرچ شی او هسې هم ما دا کومې ضلعې چې دریواړه وښودلې، دا د دې صوبې پسمانده ترینې ضلعې دی نو هسې هم پکار ده چې د دوئ سره ښیګړه وشی او د دوئ وسائل، د دوئ امدن په دوئ باندې خرچ شی۔ په بجټ کښې جی د نوی سل سکولونو اعلان شوے دے، پنځوس سکولونو د مډل نه هائی او د پنځوس پرائمری نه مډل ته د اپ ګریډیشن خبره شوې ده، دا خو چې تیر کوم حکومت وو یا د هغې نه مخکښې د ایم ایم اے حکومت وو، دا سل سکولونه خو نوی پرائمری هغوی هم ورکول، دغه د پنځوس مډل نه هائی او پنځوس د پرائمری نه مډل، دا خو هغوی هم ورکول، اوس چې دې بجټ کښې د تعلیم د پاره پیسې زیاتې شوې دی نو آیا دغه پیسې به بیا په کوم مد کښې استعمالوی؟ پکار دا نه وه چې دا سکولونه دوئ نوی زیات کړے وے، دا اپ ګریډیشن ئے هم زیات کړے وے او دا د هائر سیکنډری نه، د مډل نه پرائمری، د پرائمری نه مډل او د مډل نه هائی او د هائی نه هائر سیکنډری، پکار دا ده چې دا تعداد دوئ زیات کړے وے خو هغه د دوئ نه ونه شوله، هغه زوړ حساب دے کوم چې وو، صرف دا یو فرق راغلے دے چې تیر تقریر چې وو، هغه جناب همایون خان صاحب کړے وو او دې ځل دا تقریر چې دے، دا زما محترم مشر ورور جناب سراج الحق صاحب کړے دے، نور دا هوبهو هغه بجټ دے، کوم چې د تیر حکومت پالیسی وه او هغه طریقه کار دے جی۔ یو ډیره اهم مسئله ده جی، زمونږه په دې صوبه باندې د نیټو کنټینری ځی او نیټو سپلائی لائن دے دا، په دې سلسله کښې جی زمونږه ډیر معزز سیاسی مشرانو چې په هغې کښې زمونږه د تحریک انصاف مشر، زمونږ ډیر لوئے عزتمند، هغوی وائی چې ما په دې سلسله کښې یو دهرنا ورکړې وه په پیښور کښې او ټوله شپه هغوی روڼ کړې وه او د دغې د پاره چې دا نیټو سپلائی د بند شی، اوس پکار دا ده په دې صوبه کښې زمونږ د دې ورورښو حکومت دے، پکار دا ده چې دا نیټو سپلائی بند کړی ځکه چې زمونږ چې څومره انفراسټرکچر دے، هغه د دې نیټو کنټینرز د وجې نه تباه شو او اوس پرې مونږ دا هم وکړل چې زمونږ د دې صوبې حکومت هغه د دې ټیکس نه هم مستثنیٰ کړل نو پکار دا ده چې د کومې خبرې د پاره مونږه کوشش کولو او زمونږ سیاسی مشرانو کوشش کولو، پکار ده چې هغه خبره

اوس دا صوبائی حکومت سر ته ورسوی او زمونږ دا نور سړکونه د تباهئ نه بچ کړی۔ په اخره کښې جناب سپیکر صاحب، د سرکاری ملازمینو د تنخواه خبره ده، دا هر حکومت د 20 percent نه کمه چرته هم چا اعلان نه دے کړے او دې حکومت په شروع کښې 10 percent او بیا وروستئ کښې د صوبې حکومت 15 percent کړو، دا هم کمه ده، پکار دا ده چې کم از کم 25 percent خوهغه هم په بنیادی تنخواه کښې ضم کړی او اعلان ورله وکړی نو هله به د سرکاری ملازمینو د تکالیفو ازاله کیږی او هله به سرکاری ملازمین یا د دې صوبې عوام یا مونږه تاسو وایو چې دا بجټ عوام دوست دے یا غریب دوست دے۔ ډیره مهربانی جی، ډیره شکریه۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عبدالستار خان صاحب۔جی عبدالستار خان۔

جناب عبدالستار خان: اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ وَھُوَ الَّذِی سَخَّرَ البَحرَ لِتَأکُلُوا مِنہُ لَحمًا طَرِیا۔ جناب سپیکر، میں نے خوب تیاری کی تھی لیکن چونکہ ہمارے سینیئر اکابرین نے بجٹ پر بات بھی کی، ٹائم بھی کم ہے بہر حال میں اس کو مختصر وقت میں Conclude کرنے کی کوشش کرونگا۔ جناب سپیکر، یہ بجٹ یقیناً ایک ڈاکومنٹ ہوتا ہے، پیش ہوتا ہے ہر سال اور روایتی انداز میں اپوزیشن والے اٹھ کر ہر اس بجٹ کی ڈاکومنٹ پہ، اس کی Demerits پہ بات کرتے ہیں اور حکومت والے ہمیشہ اس کی Merits پہ بات کرتے ہیں۔ میں کوشش کرونگا کہ اس بجٹ میں جو Merits ہیں، Demerits ہیں، ان دونوں پہ جاؤں، یہ میرا فرض ہے، یقیناً یہ انسان کی بنائی ہوئی ایک دستاویز ہے، اس میں بہت سی خامیاں بھی ہونگی، انسان ایک کوشش کرتا ہے۔ ایک منصوبہ بنایا آپ نے اس صوبے کے حوالے سے اور جو وسائل ہیں یہاں پہ، ان کو Manage کرنے کی کوشش کی ہے، ان کو Utilize کرنے کے عزم کا اظہار کیا ہے، یہ اس کا عکس ہے، Reflection ہے بجٹ میں اس چیز کا۔ میں جناب فنانس منسٹر کی توجہ اس وائٹ پیپر کے ایک صفحہ نمبر 44 کو، اس کو ذرا Readout کرونگا:

"The historic announcement of the 7th NFC Award on 18th March 2010 has resolved the long standing issue of distribution of resources between the Federation and Provinces of Pakistan. In the 7th NFC Award the share of Province in vertical distribution has been increased from 49% to 56% during 2010-11 and 57.5% during

the remaining years of Award. The traditional population based criteria for horizontal distribution of resources amongst the Provinces has been changed"

یہ بڑی سمجھنے کی بات ہے،

"to Multiple-Criteria Formula. According to this criteria 82% distribution was made on population, 10.3% on poverty and backwardness, 5% revenue collection / generation, and 2.7% on inverse population"

جناب سپیکر، یہ میں نے اسلئے پڑھا ہے کہ اس ملک کے جو وسائل ہیں، اس صوبے کے جو وسائل ہیں، اس پر سب کا حق ہے۔ اگر صوبے کے بجٹ کی بات کرتے ہیں تو ڈی آئی خان سے لیکر کوہستان کے ان پہاڑوں کے آخر میں رہنے والے کوہستانی کا بھی حق اتنا ہے جتنا پشاور والے کا ہے۔ (تالیاں) اس فارمولے کو ہمارے آئین نے، 7th NFC Award نے واضح کر دیا۔ چار صوبے ہیں، جو اس ملک کے وسائل کی تقسیم کی بات ہے، پنجاب اپنی بنیاد پہ چاہتا ہے، پاپولیشن پہ مانگتا ہے وسائل کی تقسیم، رہی اس سے پہلے یہ روایت، میرا صوبہ ہمیشہ غربت اور پسماندگی کی بناء پہ وسائل کی تقسیم چاہتا ہے، ہمارا Stand رہا ہے شروع سے، بلوچستان ایریا کی بنیاد پہ کیونکہ ان کا ایریا بہت بڑا ہے، وسائل کی زیادہ طلب ہمیشہ رہی ہے اس صوبے کی اور سندھ Revenue based distribution چاہتا ہے۔ الحمدللہ 7th NFC Award میں یہ بات واضح ہو گئی اور اس میں میں نے سٹڈی جو کی، اس میں Ten points کچھ، مطلب وہ وسائل غربت اور پسماندگی کی بنیاد پہ ہمارے اس صوبے کو ملے ہیں لیکن صوبائی خود مختاری، وسائل کی منصفانہ تقسیم میں ایک ہی نکتے پر بات کرونگا، آج میں اگر بولنا چاہوں ان شاء اللہ تو اس موضوع پہ دو دن بھی بول سکتا ہوں لیکن ایک ہی نکتے پہ آپ سب بھائیوں کے سامنے ایک بات رکھنی ہے جی، ہاؤس کے سامنے رکھنی ہے کہ جس بنیاد پہ مرکز سے وسائل لیتے ہو، کیا ہمارا صوبہ، ہماری گورنمنٹ، ہماری یہ اسمبلی اس فارمولہ، اس Criteria پر، اس ڈیمانڈ پر صوبے سے آگے جو ضلعے ہیں، علاقے ہیں، غریب علاقے ہیں، پسماندہ علاقے ہیں، ان کو وسائل دینے کیلئے تیار ہے؟ نہیں، (تالیاں) لہذا یہ کیوں نہیں دیا جاتا یہ حق؟ یہ میں 5 سال سے، میں نے ایک بجٹ سپیچ پہلے بھی کی تھی، اس پر الحمدللہ آج وہ بات بھی کلیئر، مرکز سے بات بھی کلیئر ہو گئی، ہماری Vertical distribution جو مرکز اور صوبوں کے درمیان طے ہوئی لیکن

Horizontal distribution کی کیا بات کرتے ہو؟ افقی جو آپس میں تقسیم ہے ہمارے ضلعوں کے درمیان وسائل کی، کیا وہاں پہ اس فارمولے کو اپناتے ہو؟ کیوں نہیں اپناتے؟ اسلئے کہ اگر اس فارمولہ کو اپنایا جائے تو میرا تورغر، میرا بٹگرام، ہنگو، شانگلہ، کوہستان، کوہستان سے زیادہ ملتے ہیں تو لہذا ایسے کلیہ کو، میں آج بڑے ادب سے جناب فنانس منسٹر صاحب! آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں، ایسے فارمولے پہ جس بنیاد پہ آپ نے مرکز سے وسائل لیے ہیں، اس بنیاد پہ ہمیں اپنا حق دو۔ آپ نے ایک بجٹ کی تقریر شروع کی تھی جناب فنانس منسٹر صاحب! مجھے آپ کا ذاتی طور پر بہت بڑا، میں آپ کو اپنا آئیڈیل لیڈر سمجھتا ہوں، چاہے باقی لوگ کچھ بھی کہیں، رب الشرح لی صدری و یسرلی امری واحلل عقدہ من لسانی یفقہو قولی، اے اللہ تعالی میری یہی دعا تھی، ہم سب نے امین کہا، کہ میرا سینہ کھول دے، کیا ہمارا سینہ یہ ہے کہ آج میں یہ اے ڈی پی کو دیکھ رہا ہوں، میں نے 4 سال محنت کی تھی ایک کیڈٹ کالج کیلئے، پرائم منسٹر تک گیا، پھر اٹھارہویں ترمیم کے بعد صوبے کو (تعلیم) ملی تو میں نے اس پر 4 سال فائل ورک مکمل کرایا، کیا کوہستان میں کیڈٹ کالج نہیں بن سکتا ہے؟ میرا بھی حق ہے، (تالیاں) وہ آج اٹھا کر صوابی، سوات، پشاور، یہ وسائل کی منصفانہ تقسیم ہے؟ جناب سپیکر، میں یہ گزارش کرونگا، میں چونکہ عمر میں کم ہوں، جوان بھی ہوں کہ مہربانی کرکے اس روش کو ترک کریں، (قہقہے) بات صحیح ہے۔ دوسری توجہ جناب سپیکر، اس وقت میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ سب لوگوں نے بات کی ہے، میری ایک ریزولیوشن تھی، اس اسمبلی نے Adopt کی ہے ہائیڈل جنریشن کی رائلٹی پر۔ میرے بھائی خٹک صاحب نے اہم بات کی، مطلب آئل اینڈ گیس پر بات کی، ان کا حق ہے، یہ ان کا Constitutional right ہے کہ جو ضلع ہائیڈل جنریشن میں، آئل اینڈ گیس میں پیداوار دے گا، اس کا پہلے 5 percent حق تھا، پھر میں نے ریزولیوشن بھی لائی 10 percent رہا۔ یہ میں آپ کے وائٹ پیپر کا حوالہ دے رہا ہوں جناب سپیکر، یہ کوئی ہوائی بات نہیں ہے۔ (مداخلت) ایک منٹ، ایک منٹ، نہیں نہیں، سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹائم کا لحاظ رکھیں جی، ٹائم کا۔

جناب عبدالستار خان: ایک منٹ، ایک منٹ۔ "Enhancement of royalty share of net hydel profits from 5% to 10% to the Districts where Dams are located"۔ جناب سپیکر، میں ایک گزارش یہ کرتا ہوں کہ میرے حلقے میں دو بہت بڑے پراجیکٹس بن

رہے ہیں، داسوڈیم، بھاشاڈیم، لوئر سوپٹ اس وائٹ پیپر میں آیا ہے اور جناب فنانس منسٹر صاحب نے ذکر بھی کیا کوہستان کا، میں مشکور ہوں، اگر آپ ہمارا نام بھی لیں گے تو ہم آپ کے مشکور رہیں گے۔ (تالیاں) داسو، بھاشاڈیم پر، داسوڈیم، لوئر سوپٹ ملک صاحب کا حلقہ ہے، یہاں پہ 450 میگاواٹ، 650 میگاواٹ، ایک 4220 میگاواٹ کا میگا پراجیکٹ ہے لیکن یہ بات نہیں ہوسکتی ہے کہ یہاں پر MoU sign کرنے کی بات کی گئی ہے، وہاں پہ میرے لوگوں کے، مقامی لوگوں کے کچھ حقوق ہیں، وہاں پہ لوگوں کے حقوق ہیں، اس میں بہت نکات پر مشتمل ہم نے چارٹر آف ڈیمانڈ دیا ہے، تمام ان ہائیڈل پراجیکٹس میں، مجھے امید ہے کہ پوری اسمبلی ہمارا ساتھ دے گی، پوری اسمبلی ہمارا ساتھ دے گی۔ ہم جنوبی اضلاع کے لوگوں کا ساتھ بھی دیں گے، جہاں پہ پیداوار ہے، یہاں پہ آپ قربانی دے رہے ہیں، میں چاہوں گا جناب سپیکر، میری 10 percent رائلٹی بنتی ہے، چاہے تربیلا ڈیم کی رائلٹی ہے، چاہے لوئر سوپٹ ہے، چاہے لوئر پالس ہے، چاہے میرے بھائی نے جو بات کی ہے، شاہ حسین نے، یہ ہمارا Genuine مسئلہ ہے، خان خوڑ ہے اور الائی خوڑ یا پٹن دوبیر خوڑ ہے اور اور پراجیکٹس ہیں، یہ ہمارا مستقبل ہے۔ ایک بات کی میں گزارش کروں گا جناب سپیکر کہ۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹائم کا ذرا لحاظ رکھیں جی۔

جناب عبدالستار خان: میں معذرت چاہوں گا، میں آج بات کرنا چاہتا ہوں۔ سر، اس بجٹ میں مجھے بتایا گیا ہے، دو سیکٹرز دنیا میں ایسے ہیں جن کو سروس ڈیلیوری سیکٹرز کہتے ہیں، ایجوکیشن اور ہیلتھ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ یہاں پہ، یہ آپ سب نوٹ کرلیں اس بات کو کہ ہمارے اس صوبے میں یہ بزنس سیکٹرز ہیں، کیسی بزنس ہے؟ پرسوں میں نے ایوب میڈیکل کالج ہاسپٹل کا وزٹ کیا جناب سپیکر، آپ یقین کریں کہ کوئی بھی ڈاکٹر ایسے مریض کو داخل نہیں کرتا ہے جب تک وہ پرائیویٹ اس کے کلینک میں جا کر ایک بار معائنہ نہ کرائے، تو یہ بزنس سیکٹر نہیں ہوا تو کیا ہے پھر؟ (تالیاں) ایجوکیشن میں میرے بچے نہیں پڑھ سکتے ہیں، ان پبلک سکولوں میں غریب کا بچہ نہیں پڑھ سکتا ہے، نصاب کی بات کی، میں آپ کو سلوٹ کروں گا اگر اس یکساں نصاب تعلیم، یکساں سٹینڈرڈ ایجوکیشن میں اور ہیلتھ میں آپ لوگوں نے Implement کیا تو بہت بڑی Achievement ہوگی آپ کی۔ میں تجویز بھی دوں گا کہ ان سیکٹرز کو، ان دو سیکٹرز کو بزنس سیکٹر نہ

بنایا جائے، یہ سروسز کیلئے ہیں، یہ سروسز کے بہترین سیکٹرز ہیں۔ جناب سپیکر، دوسری بات یہ کہ یہاں کل ایوان میں بات ہوئی، مجھے تھوڑا غصہ بھی آیا کہ جو بھی سزا یافتہ ہوتا ہے تو یہاں سے کوہستان بھیجتے ہیں، کوہستان کوئی چوروں اور سزا یافتہ لوگوں کی اماجگاہ ہے؟ (تالیاں) کوہستان غیر تمندوں کا ضلع ہے، کوہستان مہمان نوازوں کا ضلع ہے۔۔۔۔۔

جناب شاہ حسین خان: آپ نام لیں، کس نے کہا ہے؟

جناب عبدالستار خان: میں بات کرتا ہوں، جس نے بھی کہا ہے اور مجھے کچھ حصہ اس طرح ملا ہے کہ جناب سپیکر، اگر اس کے بعد، شاہ حسین! مجھے ڈسٹرب نہ کریں آپ، اگر اس کے بعد یہ روایت رہی کہ کوئی بھی یہاں پر کرپشن کرے گا تو اس کو کوہستان بھیجیں گے، نہیں نہیں، سوال پیدا نہیں ہوتا جو کوہستان بھیجے گا، میں اس کی ٹانگیں توڑ کر ان شاءاللہ دریائے سندھ میں ڈال دوں گا۔ (تالیاں) یہ بات بڑی، یہ 5 سال سے ہم سن رہے ہیں۔ نہیں، ہم تو تعاون کرتے ہیں، ہم اپنے باپ دادا کے قبرستانوں کو اس ملک کیلئے ان ڈیمز کی وجہ سے ہم قربانی دے رہے ہیں، ہم خود متاثر بننے کیلئے تیار ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ کوہستان کیساتھ زیادتی ہوگی، کوہستان کیساتھ زیادتی نہیں ہو سکتی۔ یہ میں نے Seriously کہا ہے کہ جو بھی بندہ، مختلف وزراء بیٹھے ہیں، آپ لوگ سزا کے طور پر کسی کو بھیج دیں گے کوہستان کو، اللہ کی قسم میں اس کی ٹانگیں توڑ کر دریا میں ڈالوں گا۔ (تالیاں) تو اسلئے میری گزارش یہ ہے کہ جناب سپیکر! تین تجاویز دیتا ہوں، تین تجاویز دیتا ہوں جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹائم کا ذرا جی لحاظ رکھیں۔ بہت بہت۔۔۔۔۔

جناب عبدالستار خان: بالکل جی، مجھے لحاظ ہے، میں آپ سے معذرت بھی چاہتا ہوں۔ ایک۔۔۔۔۔

مفتی سید جانان: جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بیٹھ جائیں جی، آپ بیٹھ جائیں جی، آپ بیٹھیں جی۔ آپ بیٹھیں مہربانی کریں۔

جناب عبدالستار خان: جناب سپیکر! ایک بات، ہم نے Expenditures کی بات کی، Current expenditures پر بھی بات کی، Capital expenditures پہ بھی بات کی اور Development expenditures پہ بھی بات کی کہ یہ ہمارے ٹوٹل اخراجات ہوتے ہیں۔ میں فگرز پر نہیں جاتا ہوں، آج

ایک بات پر کسی نے بات نہیں کی، میں تجویز دیتا ہوں آپ کو کہ ہمارے صوبے میں ایگریکلچر انکم ٹیکس آج تک لاگو نہیں ہوا ہے، آپ وسائل کو بھی بڑھائیں، پنجاب نے کل پرسوں فیصلہ کیا ہے کہ ہم ایگریکلچر ٹیکس لگائیں گے، اگر ہمت ہے تو میں کہتا ہوں کہ اپنے ریونیو کو بڑھانے کیلئے اور اس کو Broad کرنے کیلئے، اس میں وسعت دینے کیلئے ریونیونٹ ورک کو آپ، اگر قانون ہے تو اس کو Implement کریں۔ اگر قانون سازی کرنی ہے تو اس اسمبلی میں بل لائیں، ایگریکلچر انکم ٹیکس لاگو کریں، اس سے آپ کو بہت بڑے وسائل ملیں گے اور آئندہ بجٹ سازی میں آپ کو سہولت ملے گی، یہ بھی میری تجویز ہے اور ساتھ ساتھ جناب سپیکر، جو percent 40 کمیشن کی بات کی گئی ہے، میں اپنا ایک ذاتی مثال آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ گزشتہ حکومت میں مجھے 50 لاکھ روپے سپیشل پیکج کے ملے تھے، میں نے ناران سے سوپٹ تک ایک روڈ رکھا، ایک بہت بڑی ویلی ہے میرے حلقے میں، اس پر میں نے Documentary بنائی، وہاں پہ ٹراؤٹ فش میں نے مختلف جھیلوں میں ڈالی تو مجھے جو Documentary میں بات سامنے آئی کہ اگر وہاں تک Access ہو، رسائی ہو تو پورے صوبے کیلئے میں ایک اپنے حلقے سے Revenue generate کر سکتا ہوں، یہ بڑے وسائل ہیں، تو میں نے 50 لاکھ روپے سے ناران سے آگے اس کیلئے روڈ شروع کرایا، تو پرائیویٹ ٹھیکے کے ذریعے میں چیلنج بھی کرتا ہوں کہ میں نے 7 کلومیٹر روڈ بنا کر دیا ہے، یہ Example ہے، آپ کیلئے Precedent ہے، اس کو بنیاد بنا کر آپ تحقیق کرلیں کہ ہمارا جو سی ایس آر ہے، ریٹ آف شیڈول ہے، اس کو Revise کریں پورے صوبے میں۔ میں چیلنج کرکے کہتا ہوں کہ Actual expenditures ہمارے یہ ہیں کہ 7 کلومیٹر روڈ پر 50 لاکھ روپے کا خرچہ ہے اور یہ ہمیں بنا کر دیتے ہیں پی ڈبلیو ڈی اور سی اینڈ ڈبلیو والے کتنے میں؟ 8،8 کروڑ میں 8 کلومیٹر روڈ۔ تو یہ ایک مثال ہے، میں آپ کیلئے کہتا ہوں اور میں آپ کو یہ بھی گزارش کروں گا جناب سپیکر کہ ایک بہت بڑی ویلی ہے میرے حلقے میں، پوری دنیا میں، Documentary بنائی میں نے، وہ Documentary Hit ہوئی ہے۔ دنیا میں خوبصورت ایک ویلی ہے سوپٹ ویلی اور میں نے وہاں پر ٹراؤٹ فش بھی Introduce کرائی جھیلوں میں، آپ سب ممبران کو میں اس میں دعوت بھی دیتا ہوں کہ اس سال آپ وزٹ کرلیں، میں آپ کی ان شاء اللہ مہمان نوازی کروں گا، آپ کیساتھ تعاون کروں گا۔ وآخِرُ الدَّعْوَانا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ۔

(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ایک ریکویسٹ ہے کہ جب بھی کوئی ممبر سپیچ کرے، بات کرے تو کسی دوسرے کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی سیٹ، مہربانی کر کے ڈیکورم کا خیال رکھیں۔ سردار ظہور احمد صاحب۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: جناب سپیکر! اس نے Unparliamentary قسم کے الفاظ استعمال کئے ہیں، اس کو ذرا کارروائی سے Expunge کریں کیونکہ یہ Unparliamentary ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی میڈم۔ سردار ظہور احمد صاحب۔

سردار ظہور احمد: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر! ہمارے اکابرین نے میں سمجھتا ہوں کہ تمام پہلوؤں پہ بات کی ہے، خاص طور پر ہمارا جو سب سے بڑا مسئلہ ہے، وہ امن وامان کا مسئلہ ہے اور اس کے حوالے سے جن اقدامات کی بھی ضرورت ہے، میں یہ سمجھتا ہوں، میری یہ تجویز ہے کہ وہ اقدامات کئے جائیں۔ اس کیلئے ہمارے تمام ممبران اسمبلی اور ہمارے تمام عوام یکجا ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارے بجٹ میں کچھ فنڈز کی بات ہوئی ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارا یہ صوبہ معدنیات سے مالا مال ہے۔ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ بے روزگاری کا ہے، اگر ہم معدنیات پہ توجہ دیں اور بھرپور طریقے سے معدنیات سے اس علاقے کو مستفید کریں تو ہم بے روزگاری پہ بھی قابو پا سکتے ہیں اور زرمبادلہ بھی کما سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ کھیلوں کے حوالے سے اور سیر وسیاحت کے حوالے سے جو فنڈ رکھا گیا ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ بہت کم ہے۔ ہمارے ہاں اس سے پہلے گراؤنڈز بھی تھے، میں اپنے شہر کی بات کروں گا، اب یہ حالات ہیں کہ ایک آدھ کسی شہر میں کوئی گراؤنڈ ہو اور ہمارے بچے بے راہ روی کی طرف جا رہے ہیں، کھیلوں کی سہولیات نہ ہونے کی وجہ سے اور نیٹ کیفیز کی طرف اور دیگر Activities کی طرف جا رہے ہیں۔ جناب سپیکر، میں یہ سمجھتا ہوں کہ کھیلوں کے فروغ کیلئے زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کی جائیں تاکہ ہمارے یہ نوجوان اس ملک کیلئے اور اپنی مثبت سرگرمیوں کیلئے کھیلوں میں حصہ لے سکیں۔ اس کے علاوہ ہمارے صوبے کی 80% آبادی زراعت سے Indirectly اور Directly وابستہ ہے۔ جناب سپیکر، زراعت کیلئے جو فنڈ مختص کیا گیا ہے،

میں یہ سمجھتا ہوں، یہ فنڈ بہت کم ہے۔ ہمارے ہاں بات ہوتی ہے بے روزگاری کی، جب 80% ہماری آبادی زراعت کیساتھ منسلک ہے تو اس کیلئے اتنا کم فنڈ کیوں رکھا گیا ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر زراعت کی طرف ہم توجہ دیں تو ہمارے بہت سے لوگ، چونکہ 80% لوگ اس سے وابستہ ہیں تو بے روزگاری پر کافی حد تک قابو پایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح باغبانی کیلئے 1800 ایکڑ رقبے کی بات ہوئی ہے اور 50 ہزار پھلدار پودوں کی بات ہوئی ہے، 50 ہزار پودے کیا چیز ہے؟ اور اسی طرح ایک لاکھ زیتون کے پودوں کی بات کی گئی ہے اس بجٹ کے اندر، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اس طرف توجہ دیں، تمام لوگوں کو ہم سرکاری ملازمتیں نہیں دے سکتے، تمام لوگوں کو ہم روزگار نہیں دے سکتے تو کم از کم ہم اگر زراعت کی طرف توجہ دیں اور بھرپور طریقے سے ہم باغات کی طرف توجہ دیں، باغبانی کی طرف توجہ دیں، ہمارا علاقہ الحمدللہ، یہاں پر ہر قسم کے پھلدار درخت اگتے ہیں، ہر قسم کا پھل پیدا ہوتا ہے، اس کیلئے ہم ریسرچ سنٹرز قائم کریں اور اس کے ایکسپورٹ کیلئے ہمیں جو روایتی منڈیاں ہیں، ان سے چھٹکارا لوگوں کو دلائیں، جہاں Middle men ہمارے کاشتکاروں کا خون چوس لیتے ہیں اور اس کیساتھ ساتھ سٹورز، کولڈ سٹوریج کا قیام منڈیوں کیساتھ تاکہ سبزیوں اور پھلوں کو محفوظ بنایا جا سکے۔ اگر ہم باغبانی کی طرف توجہ دیں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے روزگار کا بہت بڑا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ ہمارے جو پہاڑی علاقے ہیں، ہر قسم کا فروٹ وہاں پر پیدا ہو سکتا ہے، 'چیری' وہاں پیدا ہو سکتی ہے، بادام وہاں پیدا ہو سکتے ہیں، یہ میری تجویز ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ زراعت کی طرف اگر ہم بھرپور طریقے سے توجہ دیں تو ہماری بے روزگاری کا بہت بڑا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اس کیساتھ جس طرح ہمارے بجٹ میں ذکر ہوا کہ لینڈ ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے اور وہ پٹواری کلچر ختم کرنے کی بات ہوئی، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کا دائرہ کار فی الفور تمام شہروں تک بڑھایا جائے نہ کہ مخصوص چند شہروں تک اور اس پر فی الفور عمل ہونا چاہیئے۔ اسی طرح انرجی سیکٹر میں مختلف منصوبوں کیلئے جو رقم مختص کی گئی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اگر Wind power کے ذریعے انرجی پیدا کی جائے تو وہ ہمیں سستی بھی پڑے گی اور ہمارے بہت سے علاقے ایسے ہیں جہاں پر یہ بھرپور طریقے سے کامیاب ہو سکتی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو ہمارا سولر سسٹم ہے، اس کے مقابلے میں یہ کافی سستی پڑتی ہے اور اس میں اتنی خرابی بھی پیدا نہیں ہوتی اور اس کیساتھ جناب سپیکر، قرضوں کی سہولت کے حوالے سے جو بات کی گئی ہے

کہ 50 ہزار روپے سے لیکر 2 لاکھ روپے کی حد تک کا قرضہ بے روزگاری کیلئے یا ہمارے جو بے روزگار نوجوان ہیں، ان کیلئے یا ہمارے جو Educated نوجوان ہیں، ان کیلئے دیا جائیگا۔ یہ قرضہ میں سمجھتا ہوں کہ 50ہزار سے 2لاکھ روپے بہت کم ہیں، اس قرضے کی حد کم از کم 5لاکھ روپے تک ہونی چاہیئے، 2لاکھ روپے میں تو ایک ریڑھی بھی نہیں ملتی، یہ آجکل ہمارے اس دور میں جہاں روپے کی قیمت بہت کم ہے جناب سپیکر، اس کیساتھ ساتھ ان شاءاللہ ہماری یہ کوشش ہے کہ ہم آپ کیساتھ ملکر جو کرپشن ہے جس نے اس ملک کو کھوکھلا کر دیا ہے، جس نے اس ملک کے اداروں کو تباہ و برباد کر دیا ہے، سب سے بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کرپشن کیلئے ٹھوس اقدام ہونا چاہیئے تاکہ بہت جلد اس کے نتائج نکلیں۔ اس کرپشن نے ہمیں تباہ و برباد کیا ہوا ہے، اس کا نوٹس لیں اور اس پر بھرپور طریقے سے ایک مانیٹرنگ ٹیم، ادارہ ہونا چاہیئے جو غیر جانبدارانہ اس کی تحقیقات کرے، جو اس کے مرتکب لوگ ہیں، ان کو کیفر کردار تک پہنچائیں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

(تالیاں)

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> محترمہ ثوبیہ شاہد۔

<u>محترمہ ثوبیہ شاہد:</u> اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ شکریہ جناب سپیکر صاحب، میں آپ کی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بحث کرنے کا موقع دیا۔ جناب سپیکر، میں KPK کی مخلوط حکومت کو پہلے مالی بجٹ برائے سال 14-2013 پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں اور ہم یہ بھی یقین دلاتے ہیں کہ اس صوبے کے عوام کی فلاح بہبود اور ترقی کیلئے جو بھی مثبت اقدام کرینگے، اس میں ہم حکومت کی بھرپور مدد کریں گے۔ (تالیاں) جناب سپیکر، میں بجٹ کے حوالے سے کچھ حقائق کی طرف نشاندہی کرنا چاہتی ہوں۔ ہر سال یہ بجٹ کتاب سرکاری آفیسرز تیار کرتے ہیں اور عوامی نمائندے اس کو پیش کرتے ہیں اور اس میں عوامی نمائندوں کا عمل دخل نظر نہیں آتا اور صوبے کے عوام بجٹ کے بعد مزید مسائل اور مہنگائی میں گر جاتے ہیں۔ اس صوبے میں تبدیلی کے نام پر ووٹ لینے والوں کا کوئی عمل ماضی کی حکومت سے مختلف نظر نہیں آرہا ہے، حکومت سے درخواست ہے کہ صوبہ مسائل کا گھر بنا ہوا ہے، برائے مہربانی ذاتی مفاد سے بالاتر ہو کر اس صوبے کیلئے کام شروع کر دینا چاہیئے۔ جناب سپیکر،

ساری حکومتیں کرپشن ختم کرنے کا وعدہ کرتی ہیں اور آخر میں کرپشن کے الزامات کیوجہ سے فارغ ہو جاتی ہیں۔ سارے بجٹ ٹیکس فری آتے ہیں مگر ہر گزرتے دن کیساتھ عوام مہنگائی کی چکی میں مزید پسے جاتے ہیں اور اس کی وجہ صرف اور صرف حکومتی نمائندوں کی نالائقی، ذاتی مفاد اور قول و فعل کا تضاد ہے۔ جناب سپیکر، پچھلی حکومت نے جو کرنا تھا، وہ کیا، اس کا حساب عوام نے کر دیا، اب جو کچھ کرنا ہے، اس حکومت نے کرنا ہے اور ہمیں الزامات کی روایات کو دفن کر کے آگے بڑھنا چاہیئے۔ یاد رہے کہ اب عوام صرف نو بجے کا خبر نامہ نہیں دیکھتے بلکہ 24 گھنٹے باخبر رہتے ہیں اور ہم سب کو علم ہے، احتساب کرنا بھی جانتے ہیں اور 5 سال بہت ہی جلدی گزر جائیں گے۔ اب عوام میں بیداری پیدا ہو چکی ہے، اب Deliver کرنے کے علاوہ ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں ہے۔ اس میں میرا اپنے صوبے کی حکومت کو مشورہ ہے کہ عوامی نمائندوں کی عزت بحال کی جائے جو صرف اور صرف ان لوگوں کی خدمت اور ان کے مسائل ختم کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ جناب سپیکر، ہر کام کیلئے فنڈز مقرر کئے جاتے ہیں، اس دفعہ کیا مختلف ہو گا؟ کیا مانیٹرنگ کا ایسا سسٹم بنایا گیا ہے کہ 50 لاکھ کا سکول 90 لاکھ میں نہیں بنے گا یا 10 کروڑ والی سڑک 18 کروڑ میں نہیں بنے گی اور یہ صرف اس وقت ممکن ہے جب حکومتی نمائندوں کے اپنے ہاتھ ان سے صاف رہیں اور ان کے اندر اتنی ہی ہمت ہو کہ رشوت خور اور غلط لوگوں کو اپنے انجام تک پہنچا سکیں۔ جناب سپیکر، سب سے پہلے ہم نے اپنے آپ کو ٹھیک کرنا ہے اور اس کے بعد محکموں کی سمت کو درست کرنا ہے، یہ انتہائی کٹھن اور مشکل مرحلہ ہے اور ظاہری طور پر حکومتی نمائندے پہلے مرحلے میں پھنس جاتے ہیں۔ سب سے پہلے میں خواتین کے مسئلے کے بارے میں ذکر کرونگی۔ اس بجٹ میں خواتین کی ترقی کیلئے کوئی اقدام نہیں کیا گیا۔ مسئلہ سب سے پہلے ایوان سے ہی شروع ہوتا ہے کہ خواتین کو وزارت میں حصہ نہیں دیا گیا اور یہ چیز ہمارے لئے باعث افسوس ہے کہ تحریک انصاف جو کہ خواتین کے حقوق کے علمبردار ہونے کا دعویٰ کرتی ہے لیکن دوسری طرف حکومت میں ایک خاتون کو بھی وزارت کیلئے اہل نہیں سمجھا گیا، کیا یہ تحریک انصاف کے قول و فعل کے تضاد کی تصویر نہیں ہے؟ (تالیاں) جب تک ہم خواتین کو مساوی حقوق نہیں دینگے، اس کا مطلب ہے کہ 55% آبادی کو ہم Ignore کر رہے ہیں، آپ سب لوگ اس کو Ignore کر رہے ہیں۔ کیا ہم عورتیں نہیں ہیں؟ تحریک انصاف کی عورتوں سے یہ زیادتی کیوں ہوئی ہے؟

(تالیاں)   آج ان عورتوں کو یہ حق نہیں ملا، کل ہمیں بھی کوئی نہیں دیگا لیکن اس کیلئے ہم سب ملکر احتجاج کرینگے، اسی ایوان میں ہم اٹھیں گے، اگر ان کو اپنا حق نہیں ملا تو۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: دوسری بات بے روزگار نوجوانوں کیلئے 20 ہزار اور 25 ہزار روپے مختص کئے گئے ہیں، آجکل کونسا کاروبار اتنے کم سرمایہ میں شروع ہوتا ہے؟ غربت کو مٹانے کیلئے کم از کم ایسے اقدامات کرنے چاہئیں کہ ایک شخص کوئی قابل عزت کاروبار تو شروع کر سکے۔ ان قرضوں کے استعمال کیلئے اور ناتجربہ کار نوجوانوں کو چھوٹا کاروبار شروع کرنے کیلئے، قابل بنانے کیلئے بھی کوئی پالیسی نظر نہیں آتی ہے، یہ 20 اور 25 ہزار روپے بے مقصد ہیں، یہ 20 اور 25 ہزار بندوق کیلئے تو نہیں دیئے گئے؟ صرف ایک ہی کام کر سکتے ہیں کہ دہشت گرد اور بھی بڑھ جائیں، 20 اور 25 ہزار روپے سے پستول اور بندوق خرید کر اور ہی خرابی پیدا ہو جائیگی، کوئی اور کام نہیں ہو گا۔ 20 اور 25 ہزار میں وہ پستول اور بندوق خرید کر دوسرے کے سر پر رکھیں گے دے دو   (تالیاں)   ورنہ طالبان نے مار دیا۔ کم شرح خواندگی کے اضلاع کی طالبات کیلئے 200 روپے ماہانہ وظیفہ جس سے نہ تو کاپیاں و کتابیں آسکتی ہیں اور نہ ایک طالبعلم کے ماہانہ تعلیمی اخراجات اور بنیادی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں، ہاں البتہ سگریٹ خرید سکتے ہیں، چرس خرید سکتے ہیں۔ ویلفیئر بجٹ کے مقابلے میں انتظامی بجٹ میں کمی کی بجائے اضافہ دیکھنے میں آیا ہے بہر حال میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ ہم سب کی رہنمائی کرے اور اس حکومت کو کامیاب کرے۔ تھینک یو۔

(تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا مفتی فضل غفور صاحب۔ نوابزادہ ولی محمد خان صاحب۔

نوابزادہ ولی محمد خان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر صاحب، آپ نے تھوڑا ہمیں وقت دیا اور ہم آپ کے مشکور ہیں۔ خبره خو داسې ده سپيکر صاحب چې په دې اسمبلئ کښې ځومره کسان چې دی، اکثريت پکښې د نوی خلقو دے او زاړه کسان خو پکښې ډير دی خو ما چې په دې اسمبلئ کښې کوم حالات وکتل د بجټ مطابق نو زه به دا اووايم چې دا بجټ چې څنګه پيش شوے دے نو په ديکښې تر اوسه پورې د يوې حلقې داسې ذکر نه دے شوے او دا به زه اووايم چې څنګه دوئ دا بجټ

پیش کړے دے، زما په خیال دوئ پرې پخپله هم پوهه نه دی۔ جناب، زمونږه په دې بجټ کښې چې کوم حالات دی یا کوم مطلب دا دے روډونه دی یا سکولونه دی، پکار خو دا وه چې د هرې علاقې د ضروریاتو مطابق وے او هغه د ضلعې لکه زمونږه ضلع بټګرام ده، هغه یوه پسمانده ضلع ده، دغسې د پیښور ضلع ده نو د پیښور ضلعې او د بټګرام د ضلعې مختلف خبرې دی ولې چې د هغې ضروریات ځان له دی او د دې ضروریات ځان له دی۔ پکار خو دا وه چې ډسټرکټ وائز باندې د هغې مطابق فنډ هغوی ته ملاؤ شی او هغوی له ورکړے شی۔ دا سکولونه خو مخکښې هم په دیکښې جوړ شوی دی او اکثر په هغې کښې داسې سکولونه لیکلی دی، بعضې ځایونو کښې د سکولونو، د پرائمری سکولونو ضرورت دے، د اپ ګریډیشن ضرورت نشته، په هغه ځائے کښې هم لکه مطلب دا دے دوئ دا کړی دی چې په دې سکولونو کښې اپ ګریډیشن وکړئ، والله چې زمونږ په علاقه کښې خو داسې ده چې هغه پرائمری سکولونه هم نشته نو اپ ګریډیشن به په هغې کښې څه وکړو۔ دغسې زمونږه شاه حسین خان، زمونږ په ډسټرکټ کښې هائیډرو پراجیکټ چې کوم دے، د هغې هغه بجلی زمونږ خلقو ته نه ده ملاؤ او په دې باندې ډیر میټنګونه هم شوی دی او خبرې هم شوی دی، په هغې باندې مطلب دا دے تر اوسه پورې څه عملدرآمد نشته۔ زما جناب وزیر اعلیٰ صاحب ته دا اپیل دے چې په دې باندې د هم غور وکړی او زمونږ د دې پسمانده ضلعې خصوصی خیال د وساتی۔ بقایا زمونږ دا پالیسیانې چې کومې دی، په دې باندې څنګه یا د بجټ پالیسی ده یا نورې پالیسیانې دی، دا ټولې مطلب دا دے د پاسه نه راځی لهذا زما دا هم یو تجویز دے چې دغه پالیسانې چې کومې دی، دا د په خپل ډسټرکټ کښې وی یا د ډی سی او یا د متعلقه ایم پی اے /ایم این اے لکه د دوئ هغه تجویزونه د وغواړی او په د هغې مطابق چې کوم بنده دے، هغه ته د فنډونه ملاؤ شی نو ان شاء الله تعالیٰ چې هره ضلع به خپله خپله ترقی وکړی او هغه به کامیاب وی۔ جناب سپیکر صاحب، د پی ټی آئی حکومت Change راوستل غواړی او مونږ هم نوی کسان یو، مونږ هم دا غواړو چې یره په دې اسمبلئ کښې د هم Change راشی او بهر په خلقو کښې د هم Change پیدا کړی نو دغه Change خو مونږه ونه لیدلو تر اوسه پورې، پکار

دا وه خو مونږ هم دوئ ته دا ګناه نه کوؤ ولې چې دوئ هم دغسې راغلی دی او دا بجټ شاید مخکښې د دوئ نه جوړ شوے دے خو دوئ پرې لږ مطلب دا دے ځان نه دے کړولے ، په راتلونکی کښې هم دوئ ته زمونږه دا درخواست دے چې راتلونکے بجټ چې کوم راځی، هغه صوبائی اسمبلئ هر یو ضلعے سره، ضلع وائز د دغه شی او بیا ان شاء اللّٰہ تعالیٰ چې راتلونکی بجټ له په دې طریقه باندې وکړی۔ والسلام۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: شکریہ۔جناب سلیم خان صاحب، سلیم خان صاحب۔

جناب سلیم خان: جناب سپیکر! وقفے کے بعد ٹائم دیا جائے۔

جناب سپیکر: ابھی آپ جاری رکھیں۔

جناب سلیم خان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ بہت مہربانی جی۔جناب سپیکر، بجٹ14-2013 پیش کیا گیا، میں مبارکباد پیش کرتا ہوں چیف منسٹر صاحب کو اور اس کی ٹیم کو کہ ان کو یقیناً بہت تھوڑا وقت ملا تھا بجٹ پراسیس میں اور جو ان کا Vision ہے، وہ یقیناً اس بجٹ تقریر میں ہم نے محترم جناب سراج الحق صاحب کے زبانی سنا، تقریر بہت اچھی تھی، بہت متاثر کن تھی اور حکومت نے اپنی ترجیحات بھی واضح کیں، اپنے رہنما اصول بھی اس میں واضح کئے۔میرے محترم فنانس منسٹر نے کہا کہ حکومت کے یہ رہنما اصول ہونگے جو کہ غربت کا خاتمہ، محروم عوام کو زیادہ سہولیات کی فراہمی اور پسماندہ اضلاع کو ترقی یافتہ اضلاع کے برابر لانا اور اس کیساتھ ساتھ ان کی بجٹ تقریر جو مزید ترجیحات ہیں، وہ یہ ہیں کہ سب سے پہلے تعلیم کیلئے جنگی بنیادوں پہ کام کرنا اور تعلیمی ایمرجنسی کیساتھ ساتھ انرجی ایمرجنسی نافذ کر کے اس صوبے میں جو خاصکر اس ملک میں جو Energy crisis ہے، اس کا خاتمہ کرنا یقیناً صوبے کے عوام بھی چاہتے ہیں کہ اس صوبے کے اندر سب سے اہم مسئلہ جو ہے ہمارے لئے، وہ دہشت گردی ہے جس کے اوپر میرے دوستوں نے کھل کر بولا ہے اور یقیناً یہ صوبے کا نہیں بلکہ پورے ملک کا مسئلہ ہے، اس کیلئے ملک کے لیول پہ سوچنا ہے، پالیسی بنانی ہے۔Secondly جو Energy crisis ہے، اس حوالے سے میں ضرور کہوں گا کہ ہمارا صوبہ قدرتی وسائل سے مالا مال ہے، پانی ہمارے پاس ہے جو وافر مقدار میں ہے، ہم بہت بہتر طریقے سے

اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے اس مسئلے کو حل کر سکتے ہیں۔ میں نے انرجی اینڈ پاور سیکٹر کیلئے جب بجٹ کے اندر جا کر دیکھا تو اس سیکٹر کیلئے ایلوکیشن کو دیکھتے ہوئے مجھے بہت مایوسی ہوئی اور وہ اس طرح کہ جب ہم حکومت میں تھے تو کوئی 12 پاور پراجیکٹس کو ہم نے باقاعدہ پراسیس کیا تھا جن میں تین پاور پراجیکٹس کی Approval PDWP سے ہوئی تھی۔۔۔۔۔

(مغرب کی اذان)

جناب ڈپٹی سپیکر: پندرہ منٹ کیلئے نماز کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سلیم خان صاحب۔

جناب سلیم خان: شکریہ جناب سپیکر صاحب، میں بات کر رہا تھا انرجی اینڈ پاور سیکٹر کے اوپر، Energy crisis نہ صرف اس صوبے کا مسئلہ ہے بلکہ پورے ملک کا مسئلہ ہے، اس کی طرف سنجیدگی کیساتھ غور کرنے کی ضرورت ہے۔ میں جب محترم فنانس منسٹر کی تقریر سن رہا تھا تو یقیناً ان کے دل کے جذبات ہیں کہ یہ Crisis جو ہے اور خاصکر ہمارے صوبے کے اندر ختم ہو جائے مگر جب بجٹ بک کے اندر جا کر دیکھا تو وہاں پہ انرجی اینڈ پاور سیکٹر میں تین Ongoing سکیمیں ہیں اور دو New سکیمیں ہیں اور ایلوکیشن جو ہے، خاصکر ایک پاور پراجیکٹ ہے میرے حلقے میں، وہ ہے 'لاوی پاور پراجیکٹ چترال' جو کہ ECNEC سے بھی Approve ہو کے سب کچھ تیار ہے اور Land acquisition بھی وہاں پہ ہو چکی ہے۔ اس کی Total cost بجٹ بک کے اندر 12 ارب 23 کروڑ 50 لاکھ روپے ہے مگر افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس پاور پراجیکٹ کیلئے صرف 12 کروڑ روپے کی اس بجٹ میں ایلوکیشن ہے تو سر، میں کہتا ہوں کہ اگر اسی رفتار سے ایلوکیشن ہوگی اور ہم کام کا آغاز پراجیکٹ پہ کریں گے تو میرے خیال میں آئندہ 20 سالوں میں بھی یہ پراجیکٹ 'کمپلیٹ' نہیں ہوگا۔ تو میری گزارش ہوگی حکومت سے کہ جو پاور پراجیکٹس Already ongoing ہیں، ان کیلئے ٹھیک ٹھاک ایلوکیشن ہو جائے اور سنجیدگی کیساتھ ان پاور پراجیکٹس پر کام کیا جائے تاکہ جو انرجی کا مسئلہ ہے ہمارے صوبے کے اندر، وہ جلد از جلد حل ہو سکے۔ اسی طرح 'شوشگئی

زندولی ہائیڈل پاور پراجیکٹ' ہے 144 میگاواٹ کا، اس کا بھی سارا کچھ پراسیس ہو کر ECNEC کے پاس پڑا ہوا ہے اور اس کی Cost بھی تقریباً 2 ارب 87 کروڑ روپے ہے اور اس کیلئے ایلوکیشن صرف 10 لاکھ روپے بجٹ کے اندر ہیں اور میرے خیال میں یہ ایک مذاق ہے اور اسی طرح ایک اور پاور پراجیکٹ ہے، وہ بھی چترال کے اندر ہے 'شوگو سین ہائیڈل پاور پراجیکٹ' ہے، 132 میگاواٹ کا ہے اور اس کی جو Total cost show کی گئی ہے، وہ 2 ارب 70 کروڑ روپے ہے اور اس کیلئے بھی بجٹ کے اندر صرف 10 لاکھ روپے کی ایلوکیشن ہے۔ سر، جو Revenue generate ہوتا ہے پاور سیکٹر میں، وہ 25 ارب روپے مرکز نیٹ ہائیڈل پرافٹ کے ہر سال ہمیں دیتا ہے جو کہ ہماری گزشتہ حکومت کی کامیاب پالیسی کی وجہ سے یہ جو حق ہمارا ہے، وہ ہمیں مل رہا ہے۔ اس کیساتھ نیٹ ہائیڈل پرافٹ کے جو 6 ارب روپے ہیں، وہ بھی ہمیں سالانہ کے حساب سے ملتے ہیں اور ہمارے جو لوکل پاور ہاؤسز ہیں، ملاکنڈ تھری اور باقی جو ہیں، ان سے بھی تقریباً 2 ارب روپے سے زیادہ سالانہ Revenue generate ہوتا ہے تو ٹوٹل سب کو ملایا جائے تو تقریباً 33 ارب روپے کا جو ریونیو ہے، وہ ہمارے صوبے کو ملتا ہے اور ہماری گزارش حکومت سے یہ ہے کہ اور سیکٹرز سے اگر نہیں کاٹے جاتے تو کم از کم پاور سیکٹر میں ہمیں جو پیسے ملتے ہیں، یہ پیسے بھی اگر سالانہ ہم پاور سیکٹر پہ خرچ کریں گے تو جو Crisis ہے انرجی کا، سب سے بڑا Crisis ہے، اس کے اوپر ہم اسی 5 سالوں میں قابو پا سکتے ہیں۔ اس کیساتھ جناب سپیکر صاحب، ایجوکیشن ایمرجنسی کے اوپر بجٹ کے اندر بحث ہوئی ہے، ایجوکیشن سیکٹر میں یقیناً جو Vision ہے حکومت کا کہ "Progressive Khyber Pakhtunkhwa with access to Education for all" اور اس میں یقیناً 'Education for all'، یہ اس صوبے کی ضرورت ہے کہ ہم ہر بچے کو تعلیم یافتہ بنائیں اور ہر گھر تک تعلیم کو عام کریں اور ہر بچے کی Access سکولوں تک ہو سکے تو اس بجٹ کے اندر صرف 100 پرائمری سکولز رکھے گئے ہیں اور میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ اگر یہ 100 سکولز Per MPA تقسیم کئے جائیں تو 99 ممبرز ہیں، 99 Constituencies ہماری ہیں اور ان میں اگر ایک Constituency میں ایک پرائمری سکول بن جائے تو آپ مجھے بتائیں کہ ہم جو ایمرجنسی نافذ کر چکے ہیں صوبے کے اندر ایجوکیشن کیلئے، کیا ہمارا اپنا جو Vision ہے، جو ہمارے Goals ہیں، ان کو Achieve کر سکتے ہیں کہ نہیں؟ اسی طرح 50

50 Middle to High پھر ،ہے Primary to Middle Upgradation
Upgradation ہے، پھر 25 جو ہیں High to Higher Secondary کرنے ہیں تو اس کی مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ کس Base پہ ان کی تقسیم ہو گی؟ اگر Per MPA ایک مڈل سکول دیا جائے تو وہ صرف 50 کو ملیں گے۔ اگر Per MPA ایک ہائی سکول دیا جائے تو وہ بھی 50 ایم پی ایز کو ملیں گے۔ اگر Per MPA ہائر سیکنڈری سکول ایک دیا جائے تو وہ بھی صرف 25 ایم پی ایز کو ملیں گے تو جو باقی لوگ ہیں، وہ کہاں جائیں گے؟ کیا ان کے حلقوں کے لوگ اس صوبے کے عوام نہیں ہیں، کیا ان کو یہ حق حاصل نہیں کہ ان کے بچوں کو بھی تعلیم مل سکے؟ تو چاہیئے تو یہ تھا کہ Equal distribution ہوتی اور ہر حلقے کو مد نظر رکھتے ہوئے بجٹ کے اندر بڑے سکولوں کی ایلوکیشن اس طرح سے ہونا چاہیئے تھی جس طرح گزشتہ ہماری حکومت میں پرائمری سکولز 5 ملتے تھے، ہائی سکول ایک ملتا تھا، ایک مڈل سکول تھا، چاہے گورنمنٹ میں تھا یا اپوزیشن میں تھا۔ جناب سپیکر، اس میں مجھے یہ نظر آ رہا ہے کہ شاید ان سکولوں کی جب ڈسٹری بیوشن ہو جائے گی تو گورنمنٹ یعنی ٹریژری بنچز پہ جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، ان کو ملیں گے اور باقی جو اپوزیشن میں بیٹھے ہیں، ان کو نہیں ملیں گے مگر یہ انصاف کا تقاضا نہیں ہے۔ میں ابھی سے گزارش کرتا ہوں حکومت سے کہ یہ جو ڈسٹری بیوشن ہے، اس کو انصاف کی Basis پہ، Need basis پہ کر دیا جائے۔ اس کیساتھ سر، ہائر سیکنڈری یعنی کالجز جو ہیں، یہ اس صوبے کی بہت بڑی ڈیمانڈ ہے۔ ہر ڈسٹرکٹ کے اندر کالجز کی کمی ہے، چاہے ٹیکنکل کالجز ہوں، چاہے ڈگری کالجز ہوں، چاہے فیمیل کالجز ہوں مگر اس بجٹ کے اندر کوئی کالج ہمیں نظر نہیں آ رہا ہے اور میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کس طرح تعلیمی ایمرجنسی لاتی ہے اور کس طرح 'Education for all' کا جو نعرہ لگایا گیا ہے، وہ 'کمپلیٹ' ہو گا؟ مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے۔ اس کیساتھ میں آتا ہوں بہبود آبادی کی طرف۔ میرے محترم فنانس منسٹر صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ محکمہ بہبود آبادی کے ذریعے زچہ وبچہ کی مناسب نگہداشت اور تولیدی صحت کی خدمات مہیا کرنے کیلئے ایک جامع پروگرام تیار کیا گیا ہے اور دور دراز علاقوں میں سہولت کی فراہمی اور خصوصی مراکز کے قیام کو یقینی بنایا جائے گا اور آئندہ مالی سال میں اس بجٹ میں سے 6 منصوبوں کیلئے 22 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اور جب میں نے وہ ڈیٹیل سے دیکھے تو ایک پراونشل ہیڈ کوارٹر ہے، اس کی کنسٹرکشن ہے اور دو کوئی اور آفسز

ہیں۔ سر، میں بڑے ادب کیساتھ کہتا ہوں کہ جو کام ہم نے کیا تھا، میں As a Minister پچھلی حکومت میں، یہ آبادی جو ہے، اس ملک کا سب سے بڑا مسئلہ ہے خاصکر ہمارے صوبے کا مسئلہ جو ہے، یہ بڑھتی ہوئی آبادی ہے، اس کے اوپر کوئی توجہ نہیں دیتا، میرے محترم فنانس منسٹر صاحب اگر تھوڑی سی توجہ دیں، محترم فنانس منسٹر صاحب! اگر تھوڑی سی توجہ دیں، میری گزارش یہی ہے کہ اس صوبے کا سب سے بڑا مسئلہ جو ہے، یہ بڑھتی ہوئی آبادی ہے، اس کی وجہ سے ہمارے اوپر جو بوجھ آجاتا ہے، آپ سکولوں میں جائیں، وہاں پہ داخلے نہیں ملتے، آپ ہاسپٹل میں جائیں، وہاں پہ مریضوں کیلئے Beds آپ کو نہیں ملتے ہیں، وہاں پہ دوائیاں ہمیں نہیں ملتیں اور اس کی Main وجہ یہ بڑھتی ہوئی آبادی ہے۔ اب یہاں پہ اگر Energy crisis ہے تو وہ بھی آبادی کے بڑھنے کی وجہ سے ہے۔ اگر اس ملک میں Food crisis آتا ہے، خوراک کی قلت ہوتی ہے تو ان سارے مسائل کی جڑ جو ہے، یہ بڑھتی ہوئی آبادی ہے۔ اس کے اوپر کوئی توجہ نہیں دی جا رہی ہے، کوئی سنجیدگی نہیں ہے اس کے اوپر کہ اس آبادی کو ہم کس طرح کنٹرول کر سکیں۔ ہم نے اپنی حکومت میں تقریباً۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سلیم صاحب! ذرا۔۔۔۔

جناب سلیم خان: ایک دو منٹ دیدیں، 110 فلاحی مراکز۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وقت کم ہے جی، ذرا مختصر کریں۔

جناب سلیم خان: بس ختم کرتا ہوں، ایک منٹ اور دیدیں۔ 110 فلاحی مراکز ہم نے قائم کئے تھے اور تولیدی مرکز صحت ہم نے مختلف علاقوں میں قائم کئے تھے، ابھی مجھے پتہ چل رہا ہے کہ تولیدی مرکز صحت جو زچہ وبچہ کیلئے ہے، ان کے ملازمین کو فارغ کیا گیا ہے اور جو 110 فلاحی مراکز ہیں، وہاں پہ جو ایمپلائز ہیں، ان کو نوٹس ملا ہے کہ آپ Fixed pay پہ 7 ہزار روپے پہ کام کریں گے، اگر کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو 7 ہزار روپے میں کرے اور اگر نہیں تو ان کو فارغ کرتے ہیں۔ اسی طرح جو ایل ایچ ویز، جو ٹیکنکل ہیں، ان کو 16 ہزار روپے تنخواہ ملتی تھی، ابھی ان کو نوٹس ملا ہے کہ وہ 10 ہزار روپے Fixed پہ کام کریں تو یہ کونسا انصاف ہے؟ حالانکہ محترم فنانس منسٹر نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ کم از کم تنخواہ 10 ہزار روپے ہوگی مگر مجھے سمجھ نہیں آرہا ہے کہ جو Already Employees ہیں، جنہوں نے دو سال کام کیا ہے، ان کی تنخواہیں

کم کی جاتی ہیں، ان کو نوٹس مل رہا ہے تو یہ میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ میری گزارش ہے حکومت سے کہ اس مسئلے کی طرف سنجیدگی سے توجہ دے۔ اسی طرح سے سوشل سیکٹر میں بہت اچھے کام پچھلی حکومت میں شروع کئے گئے تھے جن میں 'باچا خان خپل روزگار سکیم' جو کہ بند کیا گیا ہے، اسی طرح 'ہنر مند خودروزگار سکیم' تھی، اسی طرح 'لیپ ٹاپ سکیم' تھی، اسی طرح 'بے نظیر ہیپاٹائٹس سکیم' تھی، یہ ساری اس صوبے کے عوام کی فلاح کیلئے شروع کی گئی تھیں، اس میں کوئی پولیٹیکل وہ نہیں تھا، یہ Transparent Programmes تھے مگر ان کو بھی بند کیا گیا، تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ سوشل سیکٹر میں اس طرح بے روزگاری کو کم کرنے کیلئے حکومت کی جو پالیسیز ہیں، وہ کیا ہیں؟ حالانکہ یہ ساری جو ہیں، عام آدمی کو روزگار مہیا کرنے کیلئے یہ سکیمیں فراہم کی گئی تھیں، اس میں خاصکر 'باچا خان خپل روزگار سکیم' میں Free of interest loaning تھی ان غریبوں کیلئے جن کا روزگار کا کوئی ذریعہ نہیں تھا تو کافی لوگوں کو اس پروگرام سے فائدہ پہنچا تھا مگر اس بجٹ کے اندر یہ پروگرام بھی مجھے نظر نہیں آیا۔ اس کیساتھ ساتھ میں آخری، Close کرتا ہوں کہ یہ ریجنل ڈیولپمنٹ پروگرام کے تحت یہاں پہ پیسے مختص کئے گئے ہیں، اس سپیشل پیکج پروگرام کیلئے تقریباً 3 ارب روپے ہیں، Reforms initiatives کیلئے 2 ارب 99 کروڑ ہیں، اسی طرح Districts Development Initiatives کیلئے ایک ارب 86 کروڑ ہیں اور اسی طرح Priority Project KP کیلئے 2 ارب 18 کروڑ ہیں تو یہ جو ایلوکیشن ہے، اس کی Modalities کیا ہوں گی، کس طرح اس کی ڈسٹری بیوشن ہوئی؟ تقریباً 10 ارب روپے ان سیکٹرز میں رکھے گئے ہیں تو یہ حکومت کی طرف سے ان مدات میں کوئی وضاحت ہمیں نہیں ہے۔ تو میں چاہتا ہوں کہ ہمارے ایم پی ایز جو ہیں، اس ہاؤس کے سارے ممبرز ہیں، چاہے اپوزیشن میں ہیں، چاہے گورنمنٹ میں ہیں، ان کو ہمیشہ صوابدیدی فنڈز جو ہے، چاہے سپیشل پیکج میں ان کو ملتا رہا ہے، چاہے خیبر پختونخوا پروگرام ہے جو ٹی ایس پی کے نام سے پہلے چلتا تھا، یہ جو ایم پی ایز کے اور مسئلے ہیں، جو لوگ ڈائریکٹ ان کے پاس آتے ہیں، ان کیلئے یہ پروگرامز شروع کئے تھے۔ اب تو ایک عام آدمی ایک ایم پی اے کے پاس جائے گا تو ان کے پاس اگر ڈیولپمنٹ کے کام کیلئے کوئی لاکھ دو لاکھ یا 5 لاکھ روپے نہیں ہوں گے تو وہ پھر کس طرح اپنے

حلقوں میں کام کریں گے اور لوگوں کے جو چھوٹے مسئلے ہیں، ان کو کس طرح حل کریں گے؟ Thank you so much Sir, thank you۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ رومانہ جلیل صاحبہ۔

محترمہ رومانہ جلیل: اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ شکریہ جناب سپیکر کہ آپ نے مجھے آج بجٹ جیسے اہم موضوع پر اظہار خیال کرنے کا موقع دیا۔ جناب سپیکر، حکومت کا پیش کردہ بجٹ اگر ایک طرف میزانیہ ہے تو دوسری طرف یہ اتحادی جماعتوں کے عزائم اور منصوبہ کی عکاسی بھی کرتا ہے۔ جناب سپیکر، اس بجٹ میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ حکومتی جماعت کا نہیں بلکہ بیوروکریسی کا تیار کردہ بجٹ ہے۔ جناب سپیکر، تحریک انصاف اور حکومتی جماعتوں نے دعوے اور وعدے تو بہت کئے ہیں لیکن وہ پورا ہوتے ہوئے نظر نہیں آرہے ہیں۔ جناب سپیکر، صوبے کا سب سے بڑا مسئلہ امن وامان کا ہے جس کیلئے بجٹ میں کوئی خاص منصوبہ بندی نہیں کی گئی اور فنڈز میں صرف دو فیصد اضافہ کیا گیا ہے جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ حکومت اس ایشو کی طرف کس حد تک متوجہ ہے؟ جناب سپیکر، سب سے بڑا مسئلہ تعلیم اور ہسپتال کا ہے۔ ہسپتال خاصکر ہمارے پشاور کے ہسپتالوں کی حالت دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے، صوبہ بھر سے آئے ہوئے مریض دربدر کی ٹھوکریں کھا کر آخر کار پرائیویٹ کلینکس کا رخ کرتے ہیں۔ صحت کیلئے 22 ارب روپے مقرر کرنے کا دعویٰ تو کیا گیا ہے لیکن علاقے کے لوگوں کو گھروں کی دہلیز پر علاج معالجہ کی کوئی سہولت میسر نہیں کی گئی۔ جناب سپیکر، ہیلتھ انشورنس کی نوید تو سنائی گئی ہے لیکن اس کیلئے کچھ مقرر نہیں کیا گیا۔ خواتین کو 200 روپے دینے کا وعدہ ایک مذاق ہے۔ جناب سپیکر، کیا پشاور میں کوئی ایسا ڈاکٹر ہے جو 200 روپے میں مریض کا معائنہ کر سکے؟ لہذا میری گزارش ہے کہ خواتین کو بھیک دینے کے بجائے ہسپتال کی حالت زار پر توجہ دی جائے۔ جناب سپیکر، پشاور شہر کے حوالے سے بھی خواب تو دکھائے گئے ہیں لیکن اہم مسئلہ ٹریفک کے نظام کا ہے، صاف پانی جس کیلئے جامع پلانٹ دینے کے بجائے بیرونی اداروں کی جانب نظریں لگائی ہیں۔ جناب سپیکر، جیلخانہ جات صوبائی سبجیکٹ ہے جبکہ صوبائی حکومت جیلوں میں وفاقی حکومت کے قیدیوں پر کروڑوں روپے خرچ کر رہی ہے۔ پچھلے سال ساڑھے پانچ کروڑ روپے صرف خوراک پر خرچ کئے گئے ہیں، وفاقی حکومت ان قیدیوں کے اخراجات مہیا کرے یا ان

کیلئے الگ جیل بنائے۔ ان قیدیوں میں وفاقی انٹی کرپشن، ایف آئی اے، اے این ایف، نیب، بینکنگ کورٹ اور ایف سی آر قیدی شامل ہیں۔ جناب سپیکر، افسوسناک امر یہ ہے کہ اس بجٹ میں خواتین کیلئے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی گئی، خواتین کو اس بجٹ میں نظر انداز کیا گیا ہے۔ صوبے کی خواتین صحت، تعلیم اور روزگار کے علاوہ دیگر کئی مسائل کا شکار ہیں جن پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ جناب سپیکر، ایک بار پھر شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عسکر پرویز صاحب۔

جناب عسکر پرویز: جناب سپیکر، میں آپ کا نہایت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ اس بجٹ کی بحث میں حصہ لے سکوں۔ جناب سپیکر، چونکہ وقت کی کمی ہے اور میں نے اقلیتی امور پہ زیادہ بات کرنی ہے لیکن اگر میں اس بجٹ کے اوپر بات نہ کروں تو وہ بھی تھوڑی زیادتی ہو گی کیونکہ اس بجٹ میں جو کہ وزیر خزانہ صاحب محترم کی طرف سے پیش کیا گیا ہے، میرے لئے بہت محترم ہیں اور جب میں نے جمعیت علمائے اسلام 'جوائن' کی تھی، اس ٹائم ایم ایم اے کی گورنمنٹ تھی اور ہم ان کو اپنا لیڈر دیکھتے تھے اور آج بھی ہم ان کو اپنا لیڈر مانتے ہیں۔ جناب سپیکر، میں چند چیدہ چیدہ چیزوں کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا، اس سے پہلے کہ میں اقلیت کی طرف آؤں جناب سپیکر، وزیر خزانہ نے تعلیمی ایمرجنسی لگانے کا اعلان کیا ہے، سننے میں تو یہ بہت اچھا معلوم ہوتا ہے لیکن اے ڈی پی کو دیکھیں تو اس میں کوئی ایسی نئی بات نہیں ہے، وہی روایتی سکیمیں ہیں کہ فلاں جگہ پر نئی بلڈنگ بنادیں گے، فلاں جگہ پہ نئی بلڈنگ بنادیں گے اور اس میں عملاً پبلک سیکٹر سکولز کو بہتر کرنے کیلئے کوئی سکیم واضح نہیں کی گئی۔ اس کے علاوہ اس میں ایک تھرڈ پارٹی مانیٹرنگ نظام چلانے کی بات کی گئی ہے جس کیلئے تقریباً 100 ملین روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا جناب سپیکر کہ ہمارے جتنے بھی ایجوکیشن سسٹم میں اتنے بڑے بڑے لوگ، اتنی فوج ظفر موج بھرتی کی گئی ہے، کیا وہ سب لوگ اس کی مانیٹرنگ نہیں کر سکتے ہیں کہ ایک تھرڈ پارٹی مانیٹرنگ سسٹم اس میں Introduce کرایا جائے گا اور اس کے اوپر اتنے پیسے خرچ کئے جائیں گے؟ اس کے علاوہ پرائیویٹ سکولوں کے Through لوگوں کو ایجوکیشن، بچوں کو ایجوکیشن Provide کرنے کا منصوبہ ہے جس کیلئے تقریباً 800 ملین روپے رکھے گئے ہیں، کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ انہی 800 ملین روپے کو Divert کر دیا جاتا اپنے

پبلک سیکٹر Already existing schools کی طرف اور ان کی سروسز کو بہتر بنانے کی کوشش کی جاتی؟ میں یہاں پر سروسز کو بہتر کرنے کیلئے ایک تجویز دینا چاہوں گا کہ پبلک سیکٹر سکولوں میں Thumb impression کے سسٹم کو Attendance کیلئے لاگو کیا جائے اور پرنسپل کو یہ اختیار دیا جائے کہ جو ٹیچرز اچھے طریقے سے پرفارمنس، ان کی پرفارمنس اچھی نہیں ہے، اس کے بارے میں وہ سختی سے ایکشن لے سکے اور اس کے علاوہ پرنسپل کیلئے بھی کوئی ایسا نظام جس کی مانیٹرنگ کیلئے لوگ دیئے جائیں تاکہ سروسز بہتر ہوں، بجائے اس کے کہ ہم نئی بلڈنگز بنائیں اور ان کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور ان کو بھی اسی طرح ہوا ہوگا جیسے پہلے ہوتا رہا ہے۔ جناب سپیکر، Energy crisis کو ختم کرنے کی بھی بات کی گئی ہے لیکن اس کو قابو کرنے کے جو طریقے بتائے گئے ہیں، ہم لوگوں نے پہلے کبھی نہیں سنیں، ایسے ایسے طریقے بتائے گئے ہیں۔ ہمارا پاکستان خاص طور پر خیبر پختونخوا قدرتی وسائل سے مالا مال ہے، ہم لوگ اپنے Seasoned طریقے جو کہ آزمائے گئے ہیں، یہاں پر پانی کے ذخائر موجود ہیں، گیس کے ذخائر موجود ہیں، ہم لوگ ان سے بجلی پیدا کریں، نہ کہ عجیب عجیب طریقے جو ایسی جگہوں پر آزمائے جاتے ہیں جہاں پر قدرتی وسائل موجود نہیں ہیں۔ ہمارا خیبر پختونخوا قدرتی وسائل سے مالا مال ہے اور ہم لوگ گیس سے بجلی پیدا کر سکتے ہیں، پانی سے بجلی پیدا کر سکتے ہیں، یہ Solar panels unreliable ہیں، یہ وہاں پر استعمال کئے جاتے ہیں جنگلوں میں جہاں پر لوگ جا کر کوئی National Geographic type کے لوگ بیٹھے ہوتے ہیں اور ان کو وہاں پر کوئی تاریں، انفراسٹرکچر موجود نہیں ہوتا، وہاں پر یہ چیزیں استعمال کی جاتی ہیں اور یہ اس سولر سسٹم کے اوپر آپ پورے پاکستان کا نظام نہیں چلا سکتے، اسلئے میری یہ استدعا ہوگی کہ بجائے اس کے یہ ان چیزوں کو، یہ جو نئے نئے طریقے ہیں، ان کے اوپر Implementation کرنے کے بجائے جو آپ کے پرانے Seasoned طریقے ہیں، ان کی طرف جایا جائے۔ اسی طرح ہیلتھ میں بھی یہی چیز ہے، وہی سکیم ہے کہ فلاں ڈی ایچ کیو ہاسپٹل کی Improvement کر دی جائے گی، ایل آر ایچ ہاسپٹل کی Improvement کر دی جائے گی اور میری پارٹی کی خاتون رکن نے Already اس کی طرف توجہ دلا دی ہے کہ بھئی ہمارے ساتھ ہاسپٹلز میں کیا ہو رہا ہے؟ جب تک کوئی پرائیویٹ کلینک پہ نہ جائے، اس کا آپریشن نہیں ہوتا۔ جب تک کوئی پرائیویٹ کلینک پر نہ جائے، اس کا ہاسپٹل میں داخلہ نہیں ہوتا تو یہ نئے ہاسپٹلز بنا کر، ان ہاسپٹلز کا جو

موجودہ انفراسٹرکچر ہے، اسی کی سروسز میں آپ بہتری لائیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ جناب سپیکر، میں واپس اپنی اقلیتوں کی طرف آنا چاہتا ہوں کیونکہ ٹائم کم ہے۔ جناب سپیکر، اس بجٹ میں اقلیتوں کیساتھ میں معذرت کیساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ غلط بیانی کی گئی ہے۔ اقلیتوں کیلئے بات یہ کی گئی ہے کہ یہاں پر اقلیتوں کے مذہبی مقامات اور کالونیوں کا تحفظ کیا جائے گا۔ جناب سپیکر، ہم لوگ خیبر پختونخوا میں اقلیتیں یہاں Already بہت محفوظ ہیں اور ہمارا تحفظ جو ہے یہاں کے پختونوں نے Already کیا ہے اور میں اس کیلئے اپنے پختونوں کا، خیبر پختونخوا کے پختونوں کو سلام پیش کرتا ہوں، اس کا کریڈٹ موجودہ گورنمنٹ نہیں لے سکتی لیکن اس سے بھی بڑا جو اقلیتوں کا مسئلہ ہے، وہ معاشی مسئلہ ہے، اقلیتوں کو معاشی مسائل درپیش ہیں۔ اقلیتوں کیلئے اس بجٹ میں بات کی گئی ہے کہ 14 منصوبے ہیں جو کہ 10 کروڑ 60 لاکھ روپے کے ہیں لیکن جب آپ Proposed ADP کو دیکھیں تو اس میں Actually اقلیتوں کیلئے جو بجٹ رکھا گیا ہے، وہ صرف 4 کروڑ 60 لاکھ روپے کا ہے۔ یہ ایک پورا ڈیپارٹمنٹ ہے جس کا پورا نام Auqaf, Hajj and Minority Affairs ہے، اس میں زیادہ تر اقلیتوں کیلئے جو فنڈز مختص کئے جاتے ہیں، وہ اکثر دوسری طرف Divert بھی کر دیئے جاتے ہیں۔ میری حکومت وقت سے گزارش ہوگی کہ وہ اقلیتوں کیلئے جو سب پہلے، جو اس اقلیتوں کے Minority affairs ہیں، ان کو سب سے پہلے الگ کرے باقی تمام چیزوں سے کیونکہ یہاں پر ہمارے جو بھی منسٹر ہیں، جو بھی اور لوگ ہیں، وہ ہمارے کرسمس کے بارے کیا جانتے ہیں؟ وہ ہمارے 'ایسٹر' کے بارے میں کیا جانتے ہیں، وہ ہمارے شمشان گھاٹوں کے بارے میں کیا جانتے ہیں، ہمارے قبرستانوں کے بارے میں کیا جانتے ہیں؟ ہماری دیوالی، ہولی تہواروں کے بارے میں کیا جانتے ہیں، وہ ہمارے لئے کیا کر سکتے ہیں؟ ان تمام مسائل کا حل صرف ہمارے اقلیتی رکن کے Through ہونا چاہیئے اور ان کیلئے جتنے بھی یہاں پر فنڈز مختص کئے جائیں، ان میں اقلیتوں کا Input لینا بہت بہت ضروری ہے۔ اس وقت خیبر پختونخوا میں اقلیتوں کی آبادی Point five percent ہے لیکن اقلیتوں کیلئے 344 ارب روپے کے بجٹ میں صرف اور صرف 4 کروڑ 60 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں جس میں ایک کروڑ کی ایک Ongoing scheme ہے اور 3 کروڑ 60 لاکھ روپے Actual اس گورنمنٹ کا Input ہے، میری حکومت وقت سے گزارش ہوگی کہ اس سے پہلے کہ وہ اس بجٹ کو فائنل کرے، میری ان سے

گزارش ہو گی کہ اس بجٹ میں اقلیتوں کیلئے مختص کردہ فنڈز کو نہ صرف زیادہ کیا جائے بلکہ یہاں اس ایوان کے اندر جو تین اقلیتی رکن ہیں، ان تمام کا اس میں Input لیا جائے اور In further minority affairs کو الگ کیا جائے۔ اس کے علاوہ جتنے بھی پروگرامز ہیں، جتنے بھی اقلیتوں کیلئے فنڈز ہیں، وہ ہماری اقلیتوں کے Through ہی دیئے جائیں کیونکہ ہم لوگ سمجھتے ہیں، ہمیں پتہ ہے کہ کرسمس پہ کن کن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے، 'ایسٹر' پہ کن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے، ہمارے شمشان گھاٹوں میں، ہمارے قبرستانوں میں کن کن چیزوں کی ضرورت ہے؟ یہ کوئی دوسرا آدمی نہیں بتا سکتا۔ میں معذرت کیساتھ ایک واقعہ بیان کرنا چاہتا ہوں، میں کچھ دن پہلے یہاں پر موجود تھا، میں کھانا کھا رہا تھا اور میرے یہاں کے ایک معزز رکن نے مجھ سے پوچھا "اوئے تو گوشت بھی کھاتا ہے؟" تو جب لوگوں کی معلومات ہمارے بارے میں یہ ہوں گے تو وہ ہمارے مسائل کا حل کیسے کریں گے؟ جناب سپیکر، میں حکومت سے، وزیر اعلیٰ صاحب سے، محترم وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ ہم لوگوں کا Input لیں، ہم لوگوں سے بات کریں، ہم لوگوں کے مسائل سنیں اور ہم لوگوں کے فنڈز میں Increase کریں اور تمام جتنے بھی فنڈز ہیں، وہ ہم لوگوں کے Through، ہم لوگوں کے مشورے سے ان لوگوں پہ لگائیں۔ خیر ہے آپ لوگ ہی لگائیں، ہم بیچ میں Interfere نہیں کرنا چاہتے لیکن At least ہمارا Input لیں کیونکہ ہم بتا سکتے ہیں کہ بھئی ہمارے پرابلمز کیا ہیں؟ جس طریقے سے کرک کے بھائی بتا سکتے ہیں کہ ان کے پرابلمز کیا ہیں، جس طرح میرے خادم کوہستان بتا سکتے ہیں کہ کوہستان کے کیا پرابلمز ہیں؟ اس طریقے سے میں جو اقلیت کا رکن ہوں، وہ میں ہی بتا سکتا ہوں کہ میری اقلیتوں کو کیا پرابلمز ہیں؟ تو براہ مہربانی جتنے بھی اقلیتوں کے کام آ جائیں، ان کو ہماری اقلیتوں کے Through ہی Supervise کیا جائے اور ہمارا At least ان میں Input لیا جائے اور Long term میں میری ایک گزارش ہو گی کہ Minorities Affairs کو Auqaf, Hajj اور Religious Affairs سے الگ کر دیا جائے۔ Thank you very much۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> جناب زرین گل صاحب۔

<u>جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور (وزیر قانون):</u> جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی اسرار گنڈاپور صاحب۔

وزیر قانون: جی سر۔ سر، میری گزارش یہ ہے کہ اگر Rule 20, Sitting of the Assembly کو آپ دیکھیں تو یہاں پر ہماری ٹائمنگ دی گئی ہے جو کہ Summer کی بھی ہے اور Winter کی بھی ہے، اگر آپ اس کو Calculate کریں تو یہ چار گھنٹے، اگر آپ سیشن شروع کرتے ہیں تو چار گھنٹے کا ٹائم آپ کے پاس ہوتا ہے اور اس میں سر، اگر آپ دیکھیں Rule 20, sub rule (3):

"**Sitting of the Assembly. -** If the business set down in the List of Business for the day is completed earlier"، اگر Earlier complete ہو گئی تو پھر تو مسئلہ ہی ختم، If it is not completed، جو ٹائمنگ دی گئی ہے، آگے چل کے کہتے ہیں:

"The Speaker shall adjourn the Assembly without question put, and the proceedings on any business then under consideration shall be interrupted"، تو سر، میری گزارش یہ ہو گی کہ چونکہ چار گھنٹے ہو گئے ہیں اور یہاں پر پریس کے جو ہمارے دوست ہیں، وہ بھی نہیں ہیں، جو ہمارے دوست سپیچز کرتے ہیں، ان کا بھی مقصد یہ ہے کہ اپنے حلقے کے عوام کو میسج دینا ہے، میری یہ گزارش ہو گی کہ اس Rule کی Analogy پہ کہ ابھی جو Proceedings کا ٹائم ہے، وہ میرے خیال میں آپ کے نوٹس میں میں لے آیا ہوں، چار گھنٹے متواتر اجلاس ہو چکا ہے، اس میں جو وقفہ آ رہا ہے وہ تو آپ کا صوابدید تھا لیکن میرے خیال میں اس Rule 20 کے Sub rule (3) کے تحت آپ کو ایڈجرن کرنا ہو گا سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہمارے ساتھ جو لسٹ ہے، کل کیلئے بھی ہے اور بڑی مشکل سے کل بھی 'وائنڈ اپ' ہو گا تو پھر کل جو ہے ہم سیشن جاری رکھیں گے۔

وزیر قانون: جناب، کل کیلئے Sitting جاری ہے کیونکہ فنانس منسٹر نے اپنی Concluding speech بھی کرنی ہے اور ہو سکتا ہے پی ٹی آئی کی طرف سے ہماری طرف سے بھی۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو اگر لسٹ 'کمپلیٹ' نہ ہوئی تو پھر پرسوں۔۔۔۔

وزیر قانون: سر! میرے خیال میں جو رہ جائیں گے ان کو پھر، Allotted days سے آپ آگے نہیں جا سکتے سر، وہ تو پھر آپ کو 'کمپلیٹ' کرنا ہو گا۔ نہیں تو آپ کے سارے بجٹ کا Procedure پھر اس سے Disturb ہو گا تو سر، میں یہ آپ کے نوٹس میں لے آیا ہوں، میری ایک گزارش ہو گی کہ اگر آپ، جو

Interested Members ہیں، خیر ہے آپ ان کو ٹائم دیدیں پانچ دس منٹ لیکن اس کے بعد Rule 20 کے (3) Sub rule کے تحت آپ کو کچھ ایکشن لینا ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Saturday، Sunday سارے Allotted days ہیں، اگر ممبرز صاحبان کو آپریشن کریں اور کل ختم کریں تو ٹھیک ہے۔

وزیر قانون: ہاؤس سے یہ رائے آئی تھی کہ اگر آپ چاہیں تو یہ جو دو دن چھٹی کے ہیں، یہ چھٹی کے ہی رہیں اور آپ مہربانی کر کے جو ہمارے ممبرز ہیں، چونکہ فنانس منسٹر نے ابھی وائنڈاپ کرنا ہے تو اس کیلئے یقیناً وہ تو تقسیم ہو چکا ہے یا پھر آپ فنانس منسٹر صاحب کو اجازت دیں کہ وہ وائنڈاپ کریں لیکن پھر میں یہ دیکھتا ہوں کہ سر، پریس والے ہمارے دوست ہیں نہیں، تو اگر یہ کچھ کہیں گے بھی سہی، کل کو پریس میں اس کی Coverage نہیں ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اصل میں اپوزیشن کے ابھی بہت سارے ہمارے معزز ممبران کی جو ہیں، وہ ابھی بقایا ہیں تو ان کا Right پھر وہ ہوتا ہے، اسی لئے ہم کوشش کرتے ہیں کہ ان کو موقع دیں۔

وزیر قانون: سر! آپ دیکھ لیں لیکن بہر حال میری یہ گزارش ہو گی کہ (3) 20, Sub rule کو آپ مد نظر رکھیں۔

جناب محمد عصمت اللہ: جناب سپیکر! جیسا کہ آپ نے دیگر معزز اراکین کو ٹائم دیا ہے اور اگر آپ اس وقت ٹائم نہ دیں، اس وقت موقع نہ دیں، ہمارے بہت سارے ساتھیوں کے علاقائی مسائل بھی ہیں، جو الگ تلگ ہیں تو یہ ان کیساتھ زیادتی ہو گی۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فی الحال تو یہ Arguments ہیں، یہ۔۔۔۔۔

جناب محمد عصمت اللہ: تو کم از کم وہ تو ہمارے لئے قابل برداشت ہونگے لیکن آپ کی طرف سے سپیکر صاحب! زیادتی ہمارے ساتھ نہیں ہونی چاہیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں ہو گی ان شاء اللہ۔ کل صبح دس بجے ان شاء اللہ سب تشریف لائیں گے، پھر دس بجے اجلاس شروع کریں گے۔ (قطع کلامی)

وزیر قانون: دیکھیں سر، اس میں اگر آپ کو Interruption ،Interruption یہ ہے کہ اگر Proceedings جاری ہے، وہ Interruption ہے۔ ابھی یہ ہے کہ ایک ممبر نے اپنی جو سپیچ ہے، وہ Conclude کر لی ہے، اس کے بعد جو Next Member ہیں، میں نے سپیکر صاحب کے نوٹس میں لایا ہے کہ چار گھنٹے جو آپ کا Stipulated time تھا، وہ Conclude ہو چکا ہے۔

Mr. Deputy Speaker: Okay ji. The Session is adjourned till 10:00 a.m. of tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس بروز سنیچر مورخہ 22 جون 2013ء صبح دس بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)